رضاخانی مولوی کا اقرار ہے کہ 22 رجب کے کونڈے شیعوں نے امیر معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں ایجاد کیے

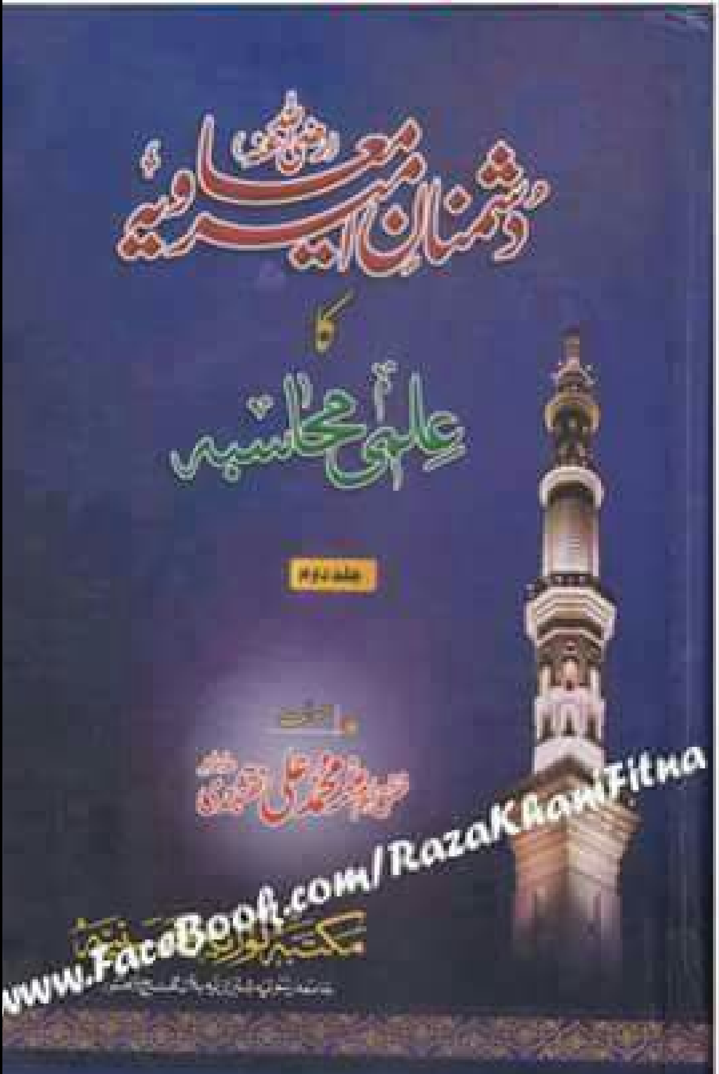

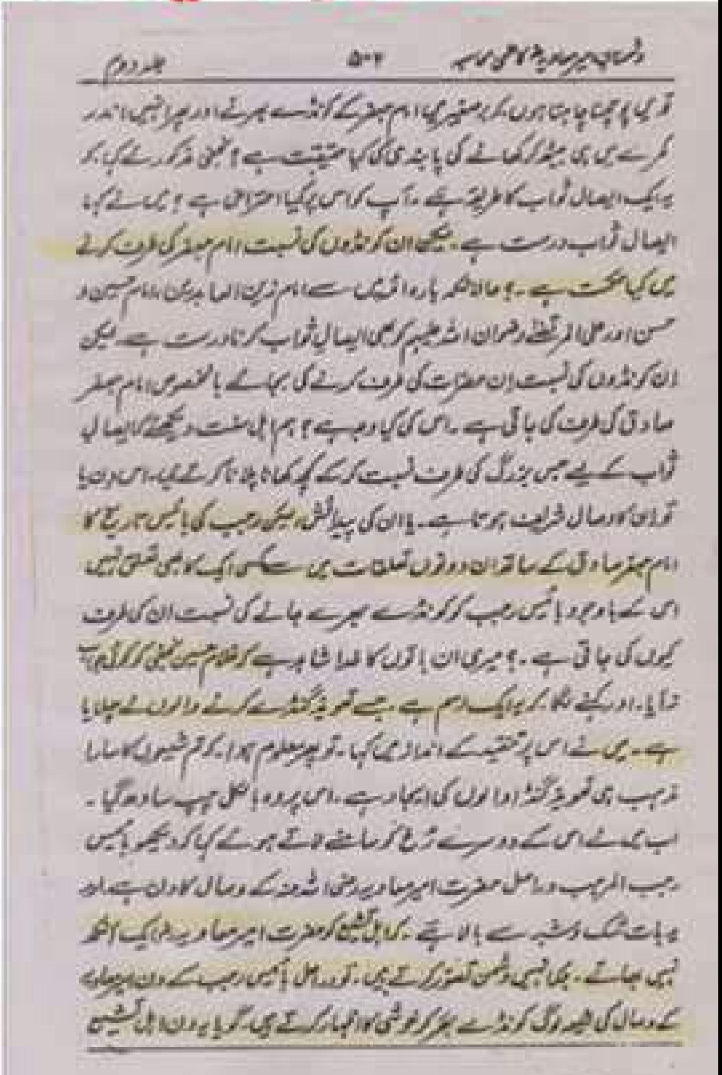

تو کیا پوچھنا چاہتا ہوں، کہ برصغیر میں امام جعفر کے کونڈے بھرنے اور پھر انہیں اندر کرنے ہی میں بیٹھ کر کھانے کی پابندی کی کیا حقیقت ہے؟ مجھی ذکر کرتے ہیں، کہ یہ ایک ایصال ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ ہم مانتے ہیں، کہ ایصال ثواب درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت امام جعفر کی طرف کرنے میں کیا حکمت ہے۔؟ حالانکہ بارہ ائمہ میں سے امام زین العابدین، امام حسین و حسن اور علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم کو بھی ایصال ثواب کرنا درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے کی بجائے بالخصوص امام جعفر صادق کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہم اہل سنت دیکھتے کہ ایصال ثواب کے لیے جس بزرگ کی طرف نسبت کر کے کچھ کھانا پکانا کرتے ہیں، اس دن یا تو ان کا وصال شریف ہوتا ہے۔ یا ان کی پیدائش۔ لیکن رجب کی بائیس تاریخ کا امام جعفر صادق کے ساتھ ان دونوں تعلقات میں سے کسی ایک کا بھی تعلق نہیں۔ اس کے باوجود بائیس رجب کو کونڈے بھرے جانے کی نسبت ان کی طرف کیوں کی جاتی ہے۔؟ میری ان باتوں کا مدعا شاید یہ ہے کہ غلام حسین نجفی تلملا گیا۔ اور کہنے لگا، کہ یہ ایک رسم ہے۔ جسے تمہارے گذشتہ کرنے والوں نے چلایا ہے۔ ہم نے اس پر تنقید کے انداز میں کہا، تو پھر معلوم ہوا، کہ تم شیعوں کا سارا مذہب ہی تمہارے گذشتہ لوگوں کی ایجاد ہے۔ اس پر وہ بالکل چپ سادھ گیا۔ اب ہم نے اس کے دوسرے رخ کو سامنے لاتے ہوئے کہا کہ دیکھو بائیس رجب المرجب دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور یہ بات شک و شبہ سے بالا ہے۔ کہ اہل تشیع کو حضرت امیر معاویہ ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ بلکہ انہیں دشمن تصور کرتے ہیں۔ تو دراصل بائیس رجب کے دن امیر معاویہ کے وصال کی خوشی میں کونڈے بھر کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ گویا یہ دن اہل تشیع

جعفر صادق رحمہ اللہ کی وفات شوال میں

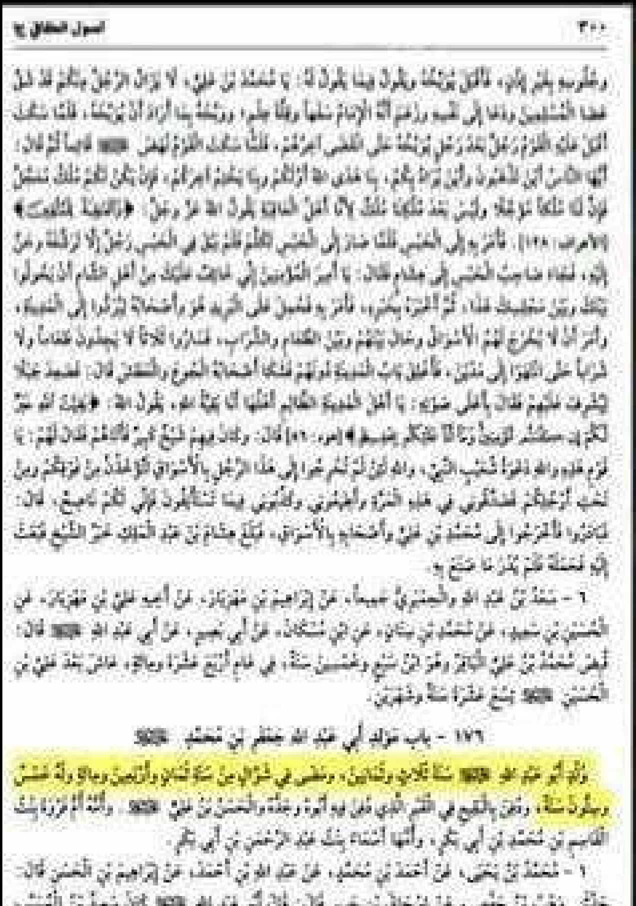

٣٠٠ أصول الكافي ج١

١٧٦ - باب مولد أبي عبد الله جعفر بن محمد

ولد أبو عبد الله سنة ثلاث وثمانين، ومضى في شوال من سنة ثمان وأربعين ومائة وله خمس وستون سنة، ودفن بالبقيع في القبر الذي دفن فيه أبوه وجده والحسن بن علي ، وأمه أم فروة بنت القاسم بن محمد بن أبي بكر، وأمها أسماء بنت عبد الرحمن بن أبي بكر.

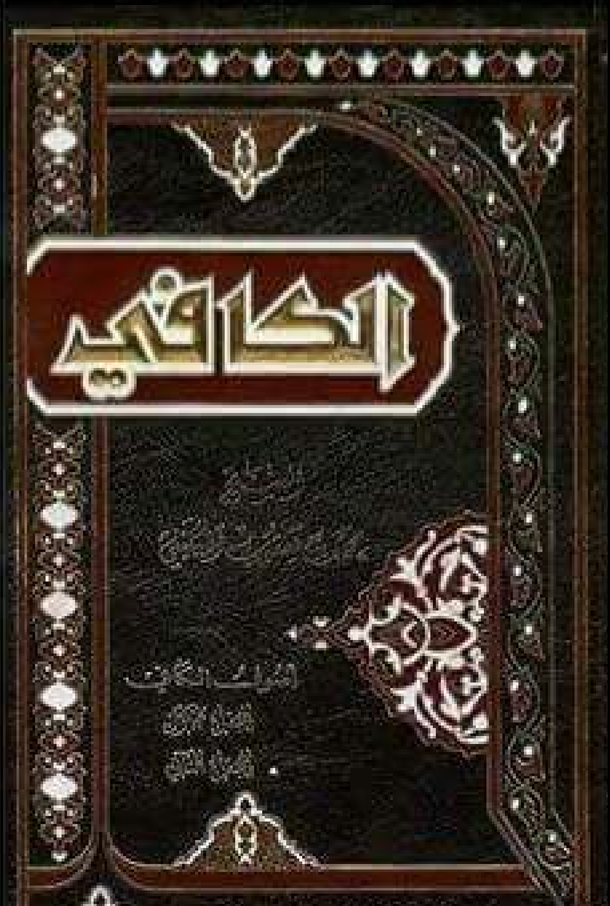

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

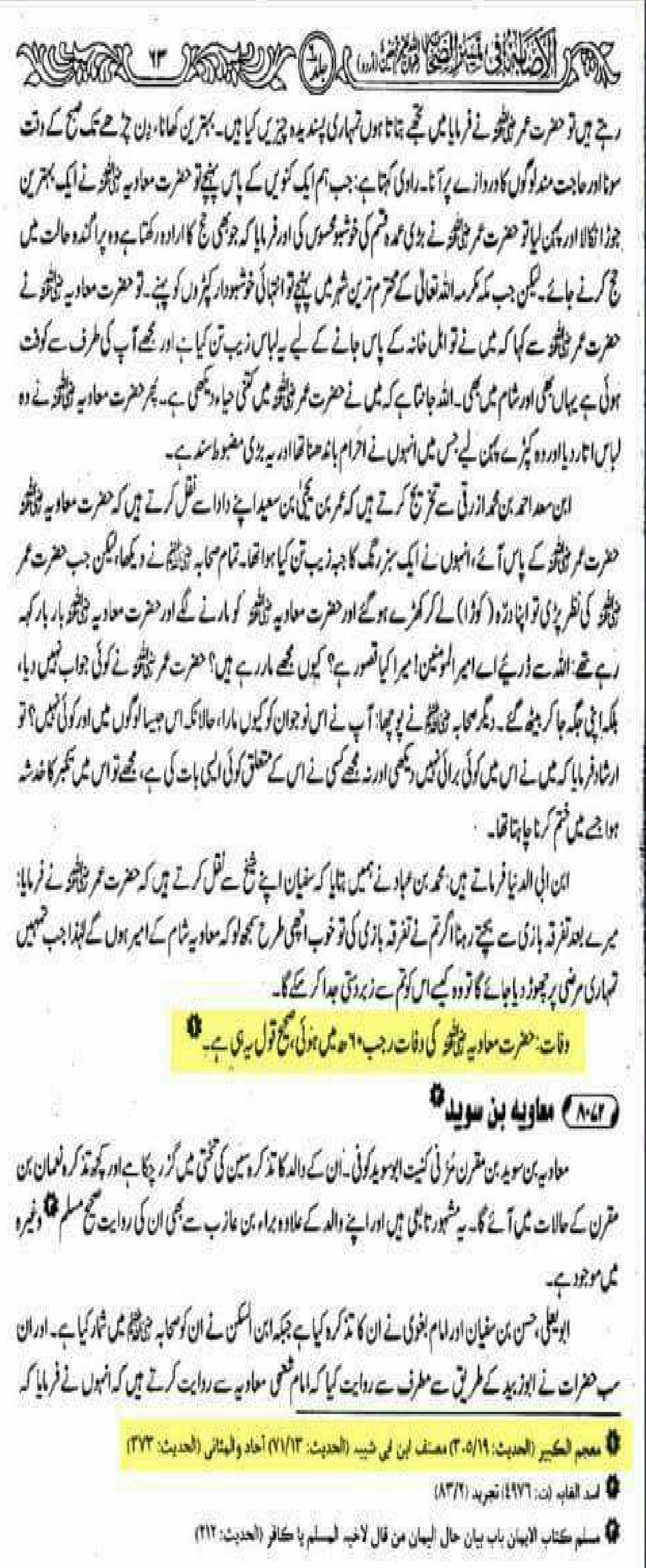

رہتے ہیں تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا میں تجھے بتاتا ہوں تمہاری پسندیدہ چیزیں کیا ہیں۔ بہترین کھانا، دن چڑھے تک صبح کے وقت سونا اور حاجت مند لوگوں کا دروازے پر آنا۔ راوی کہتا ہے: جب ہم ایک کنویں کے پاس پہنچے تو حضرت معاویہ ؓ نے ایک بہترین جوڑا نکالا اور پہن لیا تو حضرت عمر ؓ نے بڑی عمدہ قسم کی خوشبو محسوس کی اور فرمایا کہ جو بھی حج کا ارادہ رکھتا ہے وہ پراگندہ حالت میں حج کرنے جائے۔ لیکن جب مکہ مکرمہ اللہ تعالیٰ کے محترم ترین شہر میں پہنچے تو انتہائی خوشبودار کپڑوں کو پہنے۔ تو حضرت معاویہ ؓ نے حضرت عمر ؓ سے کہا کہ میں نے تو اہل خانہ کے پاس جانے کے لیے یہ لباس زیب تن کیا ہے اور مجھے آپ کی طرف سے کوفت ہوئی ہے یہاں بھی اور شام میں بھی۔ اللہ جانتا ہے کہ میں نے حضرت عمر ؓ میں کتنی حیا دیکھی ہے۔ پھر حضرت معاویہ ؓ نے وہ لباس اتار دیا اور وہ کپڑے پہن لیے جس میں انہوں نے احرام باندھا تھا اور یہ بڑی مضبوط سند ہے۔

ابن سعد احمد بن محمد ازرقی سے تخریج کرتے ہیں کہ عمر بن یحییٰ بن سعید اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ ؓ حضرت عمر ؓ کے پاس آئے، انہوں نے ایک سبز رنگ کا جبہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ تمام صحابہ ؓ نے دیکھا، لیکن جب حضرت عمر ؓ کی نظر پڑی تو اپنا درہ (کوڑا) لے کر کھڑے ہوگئے اور حضرت معاویہ ؓ کو مارنے لگے اور حضرت معاویہ ؓ بار بار کہہ رہے تھے: اللہ سے ڈریے اے امیر المومنین! میرا کیا قصور ہے؟ کیوں مجھے مار رہے ہیں؟ حضرت عمر ؓ نے کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئے۔ دیگر صحابہ ؓ نے پوچھا: آپ نے اس نوجوان کو کیوں مارا، حالانکہ اس جیسا لوگوں میں اور کوئی نہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ میں نے اس میں کوئی برائی نہیں دیکھی اور نہ مجھے کسی نے اس کے متعلق کوئی ایسی بات کی ہے، مجھے تو اس میں تکبر کا خدشہ ہوا جسے میں ختم کرنا چاہتا تھا۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں: محمد بن عباد نے ہمیں بتایا کہ سفیان اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میرے بعد تفرقہ بازی سے بچتے رہنا اگر تم نے تفرقہ بازی کی تو خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ معاویہ شام کے امیر ہوں گے لہٰذا جب تمہیں تمہاری مرضی پر چھوڑ دیا جائے گا تو وہ کیسے اس کو تم سے زبردستی جدا کر سکے گا۔

وفات: حضرت معاویہ ؓ کی وفات رجب ۶۰ھ میں ہوئی، صحیح قول یہی ہے۔ ①

(۸۰۸۲) معاویہ بن سوید ②

معاویہ بن سوید بن مقرن مزنی کنیت ابو سوید کوفی۔ ان کے والد کا تذکرہ سین کی تحقیق میں گزر چکا ہے اور کچھ تذکرہ نعمان بن مقرن کے حالات میں آئے گا۔ یہ مشہور تابعی ہیں اور اپنے والد کے علاوہ براء بن عازب سے بھی ان کی روایت صحیح مسلم ③ وغیرہ میں موجود ہے۔

ابو یعلیٰ، حسن بن سفیان اور امام بغوی نے ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ابن السکن نے ان کو صحابہ ؓ میں شمار کیا ہے۔ اور ان سب حضرات نے ابوزید کے طریق سے مطرف سے روایت کیا کہ امام شعبی معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ

---

① معجم الکبیر (الحدیث: ۳۰۵/۱۹) مصنف ابن ابی شیبہ (الحدیث: ۷۱/۱۳) آحاد والمثانی (الحدیث: ۳۷۴)

② اسد الغابہ (ت: ۴۹۷۶) تجرید (۸۳/۲)

③ مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر (الحدیث: ۲۱۲)

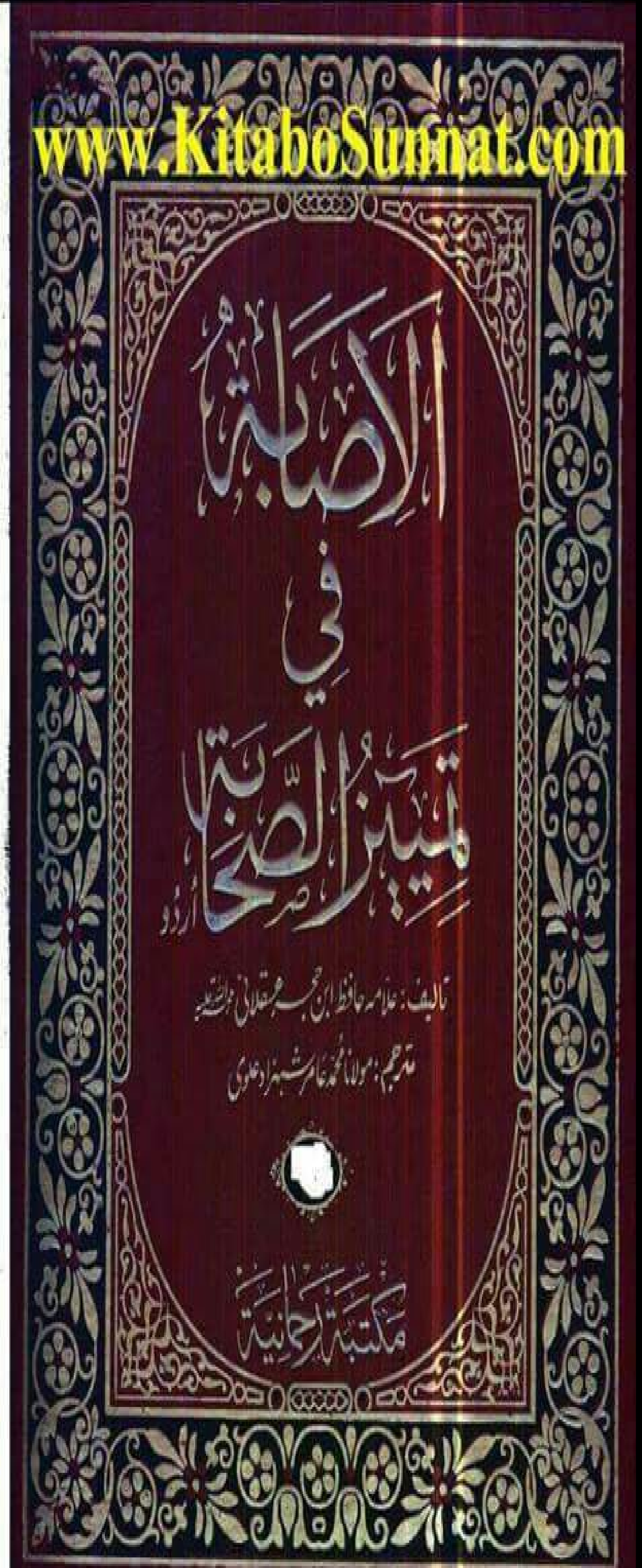
www.KitaboSunnat.com
الاصابة في تمييز الصحابة
اردو
تالیف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: مولانا محمد عامر شہزاد علوی
مکتبہ رحمانیہ

بریلوی علماء کا فتویٰ کے رجب کے کونڈے غلط ہیں

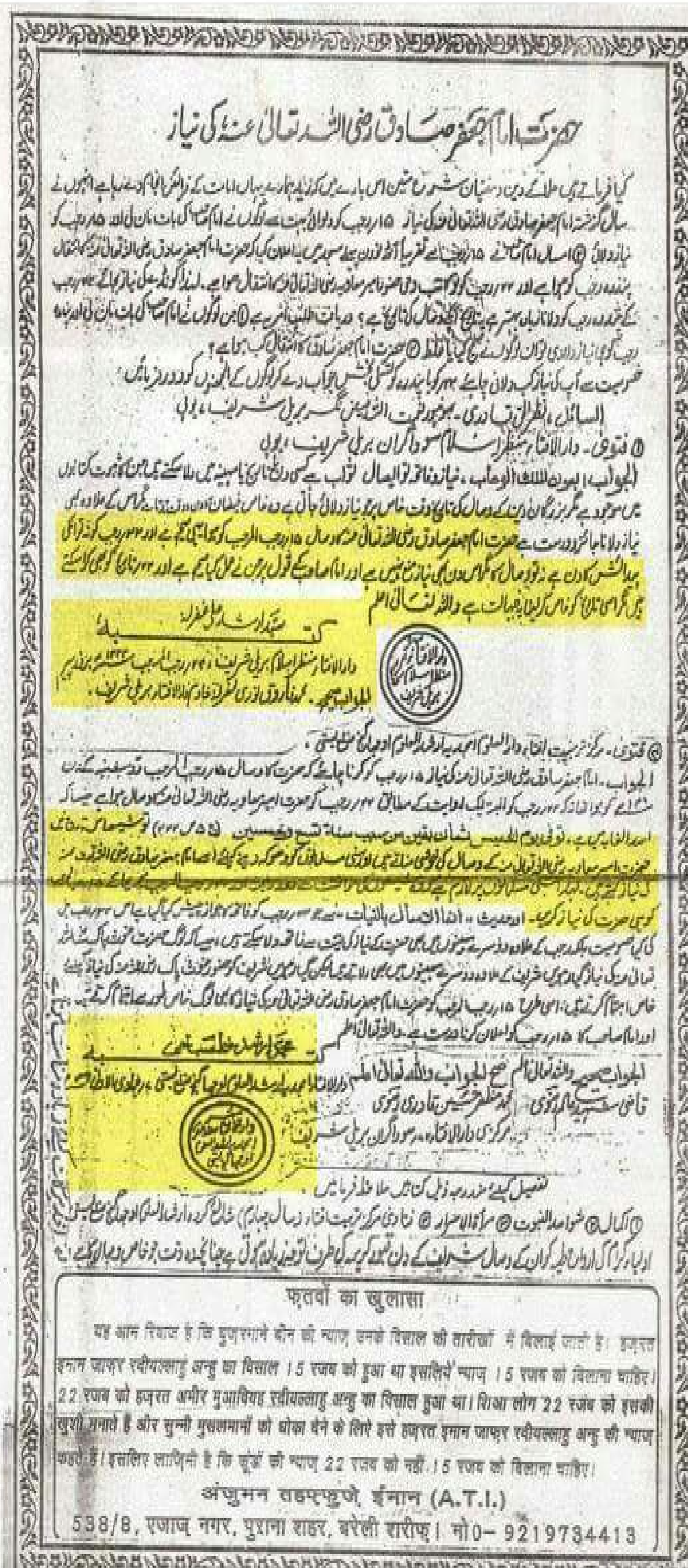

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز

① فتویٰ۔ دار الافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف، یوپی

फतवों का खुलासा

यह आम रिवाज है कि बुज़ुर्गाने दीन की न्याज़ उनके विसाल की तारीख़ों में दिलाई जाती है। हज़रत इमाम जाफ़र रज़ीयल्लाहु अन्हु का विसाल 15 रजब को हुआ था इसलिये न्याज़ 15 रजब को दिलाना चाहिए। 22 रजब को हज़रत अमीर मुआवियह रज़ीयल्लाहु अन्हु का विसाल हुआ था। शिआ लोग 22 रजब को इसकी खुशी मनाते हैं और सुन्नी मुसलमानों को धोका देने के लिये इसे हज़रत इमाम जाफ़र रज़ीयल्लाहु अन्हु की न्याज़ बताते हैं। इसलिए लाज़िमी है कि कूंडों की न्याज़ 22 रजब को नहीं 15 रजब को दिलाना चाहिए।

अंजुमन तहफ्फुज़े ईमान (A.T.I.)

538/8, एजाज़ नगर, पुराना शहर, बरेली शरीफ। मो0- 9219734413

پہلے فتویٰ میں بریلوی مفتی نے فتویٰ دیا ہے کہ 22 رجب کو نذر و ناز کی عادت بنا لینا جہالت ہے۔

دوسرے فتویٰ میں لکھا کہ شیعہ کونڈے سیدنا معاویہ کی وفات کی خوشی میں کرتے ہیں اور سنی مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اس لئے 22 رجب کو کونڈے کرنا غلط ہے۔

یہ دونوں فتاویٰ کاٹ کر بڑے کر کے اگلی تصویر میں لگائے جا رہے ہیں۔ کیونکہ یہ تصویر کافی چھوٹی ہے۔ اس کو ڈاون لوڈ کرتے پڑھ لیں۔

کونڈے سیدنا معاویہ رضی اللہ کی وفات کی خوشی

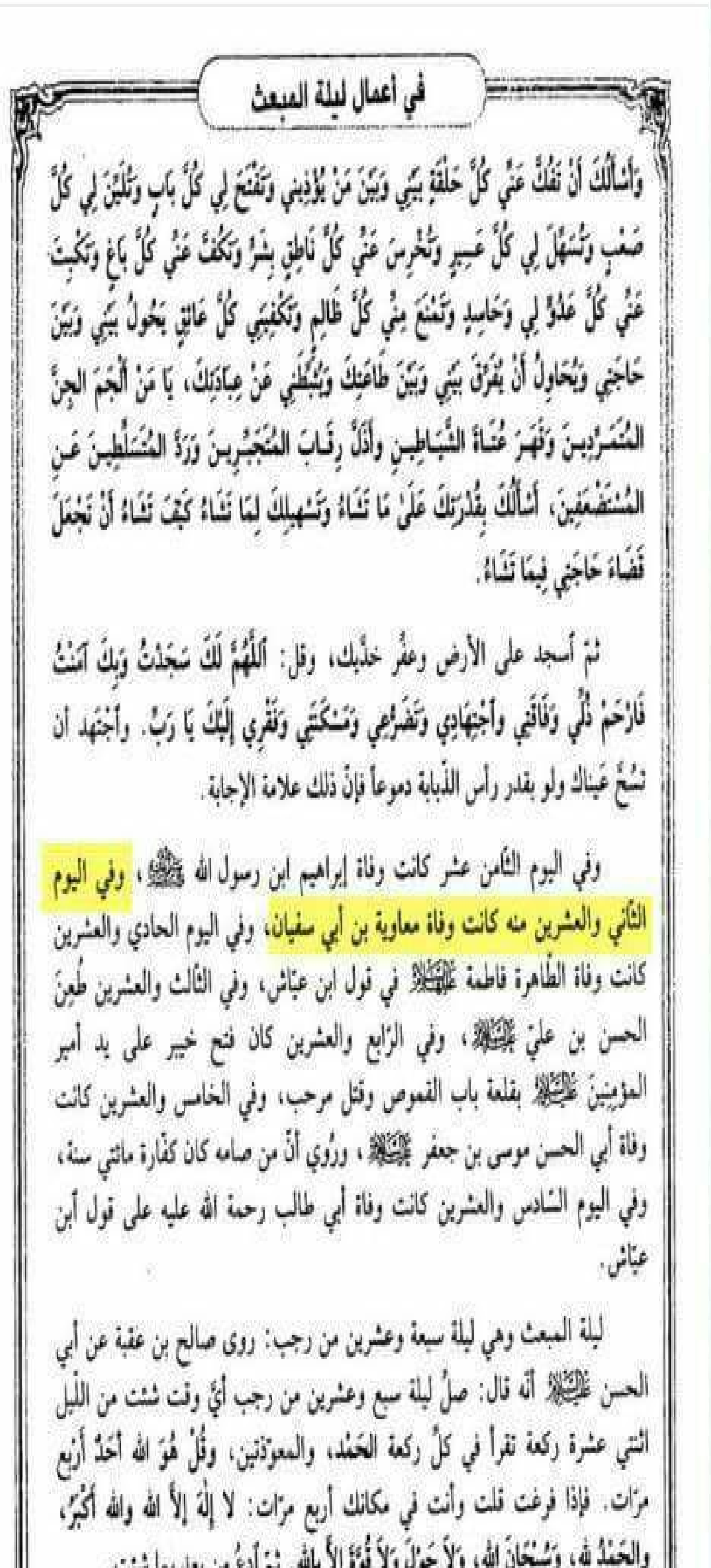

وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَفُكَّ عَنِّي كُلَّ حَلْقَةٍ بَيْنِي وَبَيْنَ مَنْ يُؤْذِينِي وَتَفْتَحَ لِي كُلَّ بَابٍ وَتُلَيِّنَ لِي كُلَّ صَعْبٍ وَتُسَهِّلَ لِي كُلَّ عَسِيرٍ وَتُخْرِسَ عَنِّي كُلَّ نَاطِقٍ بِشَرٍّ وَتَكُفَّ عَنِّي كُلَّ بَاغٍ وَتَكْبِتَ عَنِّي كُلَّ عَدُوٍّ لِي وَحَاسِدٍ وَتَمْنَعَ مِنِّي كُلَّ ظَالِمٍ وَتَكْفِيَنِي كُلَّ عَائِقٍ يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ حَاجَتِي وَيُحَاوِلُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَ طَاعَتِكَ وَيُثَبِّطَنِي عَنْ عِبَادَتِكَ، يَا مَنْ أَلْجَمَ الْجِنَّ الْمُتَمَرِّدِينَ وَقَهَرَ عُتَاةَ الشَّيَاطِينِ وَأَذَلَّ رِقَابَ الْمُتَجَبِّرِينَ وَرَدَّ الْمُتَسَلِّطِينَ عَنِ الْمُسْتَضْعَفِينَ، أَسْأَلُكَ بِقُدْرَتِكَ عَلَىٰ مَا تَشَاءُ وَتَسْهِيلِكَ لِمَا تَشَاءُ كَيْفَ تَشَاءُ أَنْ تَجْعَلَ قَضَاءَ حَاجَتِي فِيمَا تَشَاءُ.

ثمّ أسجد على الأرض وعفّر خدّيك، وقل: اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ فَارْحَمْ ذُلِّي وَفَاقَتِي وَاجْتِهَادِي وَتَضَرُّعِي وَمَسْكَنَتِي وَفَقْرِي إِلَيْكَ يَا رَبِّ. واجتهد أن تسحّ عيناك ولو بقدر رأس الذّبابة دموعاً فإنّ ذلك علامة الإجابة.

وفي اليوم الثّامن عشر كانت وفاة إبراهيم ابن رسول الله ﷺ، وفي اليوم الثّاني والعشرين منه كانت وفاة معاوية بن أبي سفيان، وفي اليوم الحادي والعشرين كانت وفاة الطّاهرة فاطمة عليها السلام في قول ابن عيّاش، وفي الثّالث والعشرين طُعِنَ الحسن بن عليّ عليهما السلام، وفي الرّابع والعشرين كان فتح خيبر على يد أمير المؤمنين عليه السلام بقلعة باب القموص وقتل مرحب، وفي الخامس والعشرين كانت وفاة أبي الحسن موسى بن جعفر عليهما السلام، وروُي أنّ من صامه كان كفّارة مائتي سنة، وفي اليوم السّادس والعشرين كانت وفاة أبي طالب رحمة الله عليه على قول ابن عيّاش.

ليلة المبعث وهي ليلة سبعة وعشرين من رجب: روى صالح بن عقبة عن أبي الحسن عليه السلام أنّه قال: صلِّ ليلة سبع وعشرين من رجب أيّ وقت شئت من اللّيل اثنتي عشرة ركعة تقرأ في كلّ ركعة الحَمْد، والمعوّذتين، وقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ أربع مرّات. فإذا فرغت قلت وأنت في مكانك أربع مرّات: لا إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ واللهُ أَكْبَرُ، والحَمْدُ للهِ، وَسُبْحَانَ اللهِ، وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ. ثمّ أدعُ من بعد بما شئت.

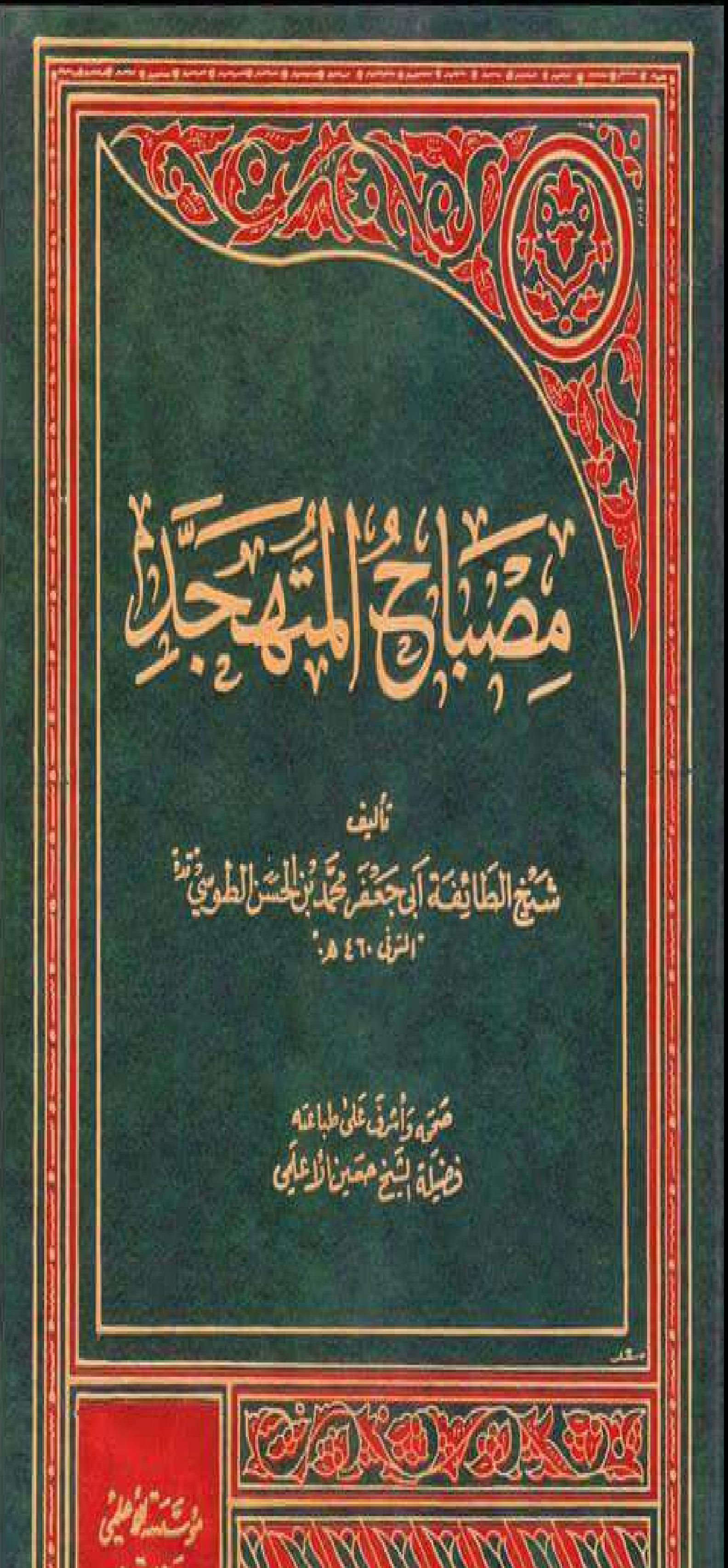

مِصْبَاحُ الْمُتَهَجِّدِ

تأليف

شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي قدّه

(المتوفى ٤٦٠ هـ)

صححه وأشرف على طباعته

فضيلة الشيخ حسين الأعلمي

مؤسسة الأعلمي

بيروت

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

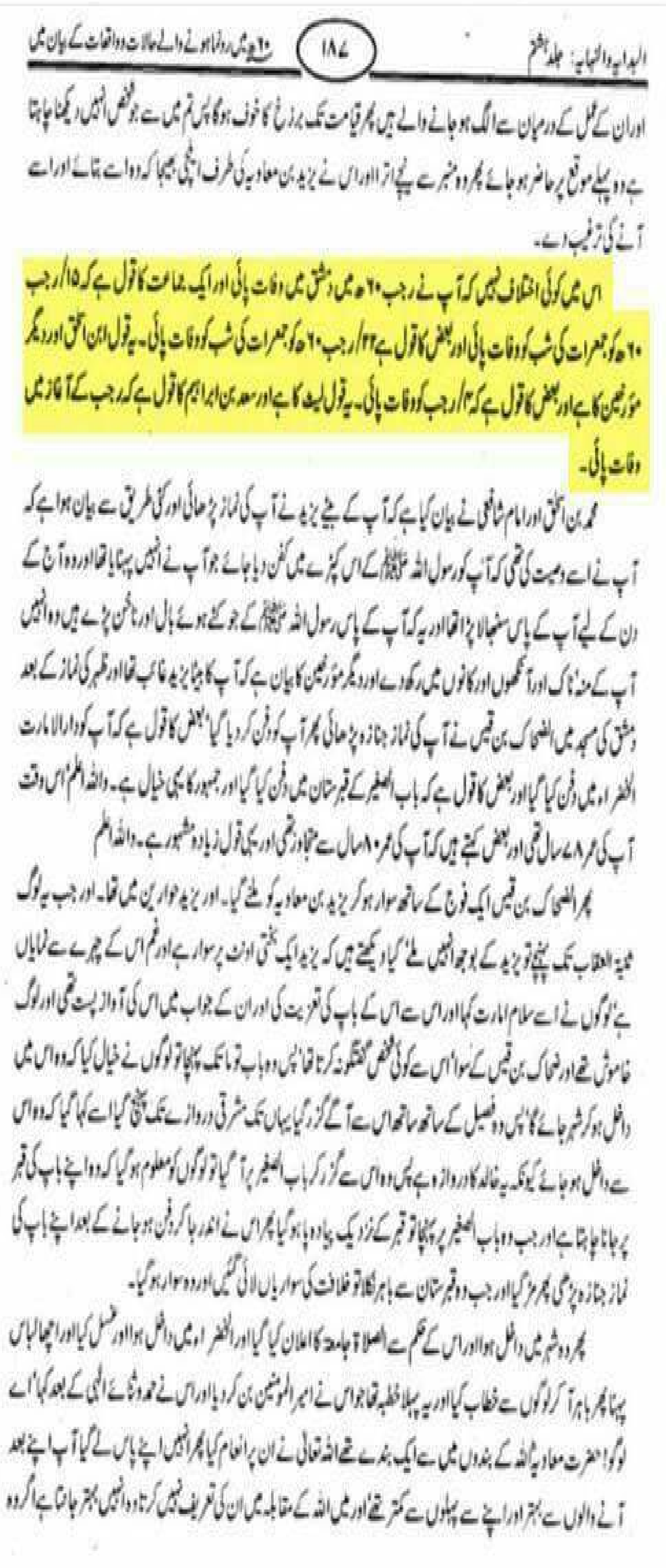

البدایہ والنہایہ: جلد ہشتم ۱۸۷ ۶۰ھ میں رونما ہونے والے حالات و واقعات کے بیان میں

اوران کے عمل کے درمیان سے الگ ہو جانے والے ہیں پھر قیامت تک برزخ کا خوف ہوگا پس تم میں سے جو شخص انہیں دیکھنا چاہتا ہے وہ پہلے موقع پر حاضر ہو جائے پھر وہ منبر سے نیچے اترا اور اس نے یزید بن معاویہ کی طرف ایلچی بھیجا کہ وہ اسے بتائے اور اسے آنے کی ترغیب دے۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ نے رجب ۶۰ھ میں دمشق میں وفات پائی اور ایک جماعت کا قول ہے کہ ۱۵/ رجب ۶۰ھ کو جمعرات کی شب کو وفات پائی اور بعض کا قول ہے ۲۲/ رجب ۶۰ھ کو جمعرات کی شب کو وفات پائی۔ یہ قول ابن اسحٰق اور دیگر مؤرخین کا ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۴/ رجب کو وفات پائی۔ یہ قول لیث کا ہے اور سعد بن ابراہیم کا قول ہے کہ رجب کے آغاز میں وفات پائی۔

محمد بن اسحٰق اور امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بیٹے یزید نے آپ کی نماز پڑھائی اور کئی طرق سے بیان ہوا ہے کہ آپ نے اسے وصیت کی تھی کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے اس کپڑے میں کفن دیا جائے جو آپ نے انہیں پہنایا تھا اور وہ آج کے دن کے لیے آپ کے پاس سنبھالا پڑا تھا اور یہ کہ آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے جو کٹے ہوئے بال اور ناخن پڑے ہیں وہ انہیں آپ کے منہ، ناک اور آنکھوں اور کانوں میں رکھ دے اور دیگر مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ کا بیٹا یزید غائب تھا اور ظہر کی نماز کے بعد دمشق کی مسجد میں الضحاک بن قیس نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی پھر آپ کو دفن کر دیا گیا' بعض کا قول ہے کہ آپ کو دارالامارت الخضراء میں دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور جمہور کا یہی خیال ہے۔ واللہ اعلم اس وقت آپ کی عمر ۷۸ سال تھی اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی اور یہی قول زیادہ مشہور ہے۔ واللہ اعلم

پھر الضحاک بن قیس ایک فوج کے ساتھ سوار ہو کر یزید بن معاویہ کو ملنے گیا۔ اور یزید حوارین میں تھا۔ اور جب یہ لوگ ثنیۃ العقاب تک پہنچے تو یزید کے بوجھ انہیں ملے' کیا دیکھتے ہیں کہ یزید ایک بختی اونٹ پر سوار ہے اور غم اس کے چہرے سے نمایاں ہے' لوگوں نے اسے سلام امارت کہا اور اس سے اس کے باپ کی تعزیت کی اور ان کے جواب میں اس کی آواز پست تھی اور لوگ خاموش تھے اور ضحاک بن قیس کے سوا اس سے کوئی شخص گفتگو کرتا تھا' پس وہ باب توما تک پہنچا تو لوگوں نے خیال کیا کہ وہ اس میں داخل ہو کر شہر جائے گا' پس وہ فصیل کے ساتھ ساتھ اس سے آگے گزر گیا یہاں تک مشرقی دروازے تک پہنچ گیا اسے کہا گیا کہ وہ اس سے داخل ہو جائے کیونکہ یہ خالد کا دروازہ ہے پس وہ اس سے گزر کر باب الصغیر پر آ گیا تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے باپ کی قبر پر جانا چاہتا ہے اور جب وہ باب الصغیر پر پہنچا تو قبر کے نزدیک پیادہ پا ہو گیا پھر اس نے اندر جا کر دفن ہو جانے کے بعد اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھی پھر مڑ گیا اور جب وہ قبرستان سے باہر نکلا تو خلافت کی سواریاں لائی گئیں اور وہ سوار ہو گیا۔

پھر وہ شہر میں داخل ہوا اور اس کے حکم سے الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا گیا اور الخضراء میں داخل ہوا اور غسل کیا اور اچھا لباس پہنا پھر باہر آ کر لوگوں سے خطاب کیا اور یہ پہلا خطبہ تھا جو اس نے امیر المومنین بن کر دیا اور اس نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہا اے لوگو! حضرت معاویہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا پھر انہیں اپنے پاس لے گیا آپ اپنے بعد آنے والوں سے بہتر اور اپنے سے پہلوں سے کمتر تھے اور میں اللہ کے مقابلہ میں ان کی تعریف نہیں کرتا وہ انہیں بہتر جانتا ہے اگر وہ

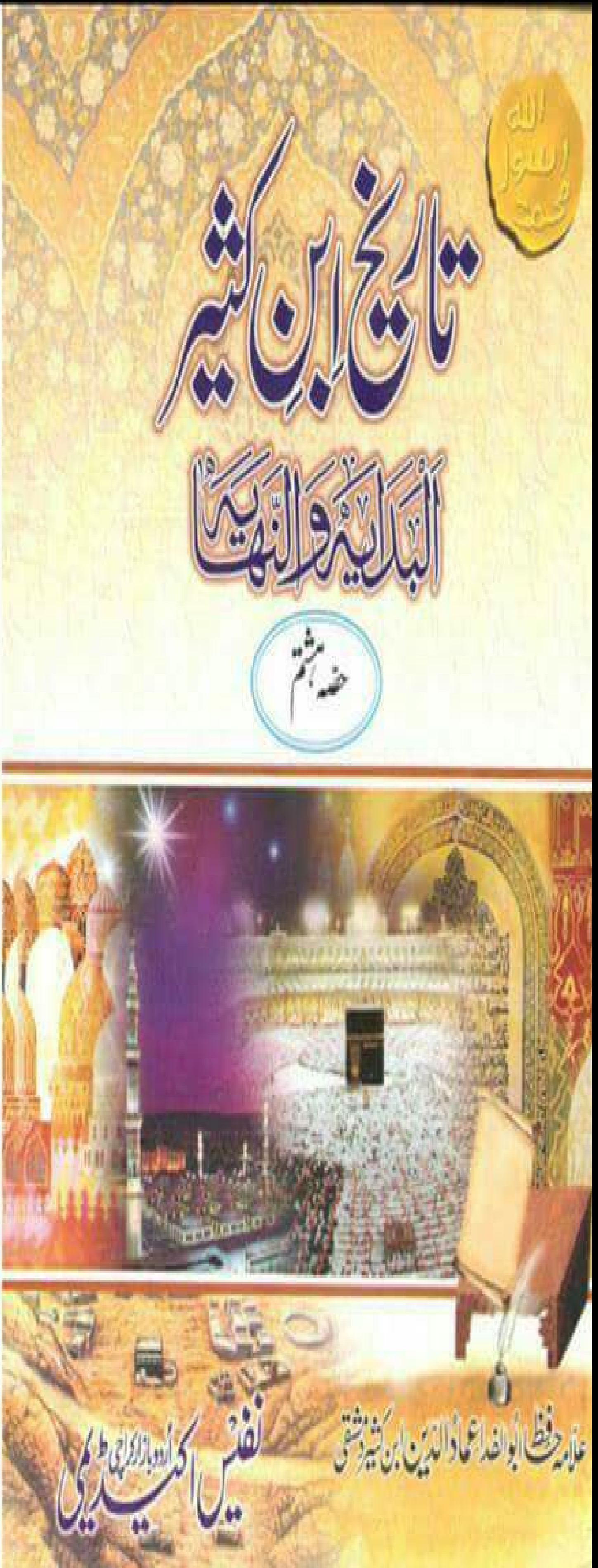
اللہ محمد رسول
تاریخ ابن کثیر
البدایۃ والنہایۃ
حصہ ہشتم
علامہ حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر دمشقی
نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

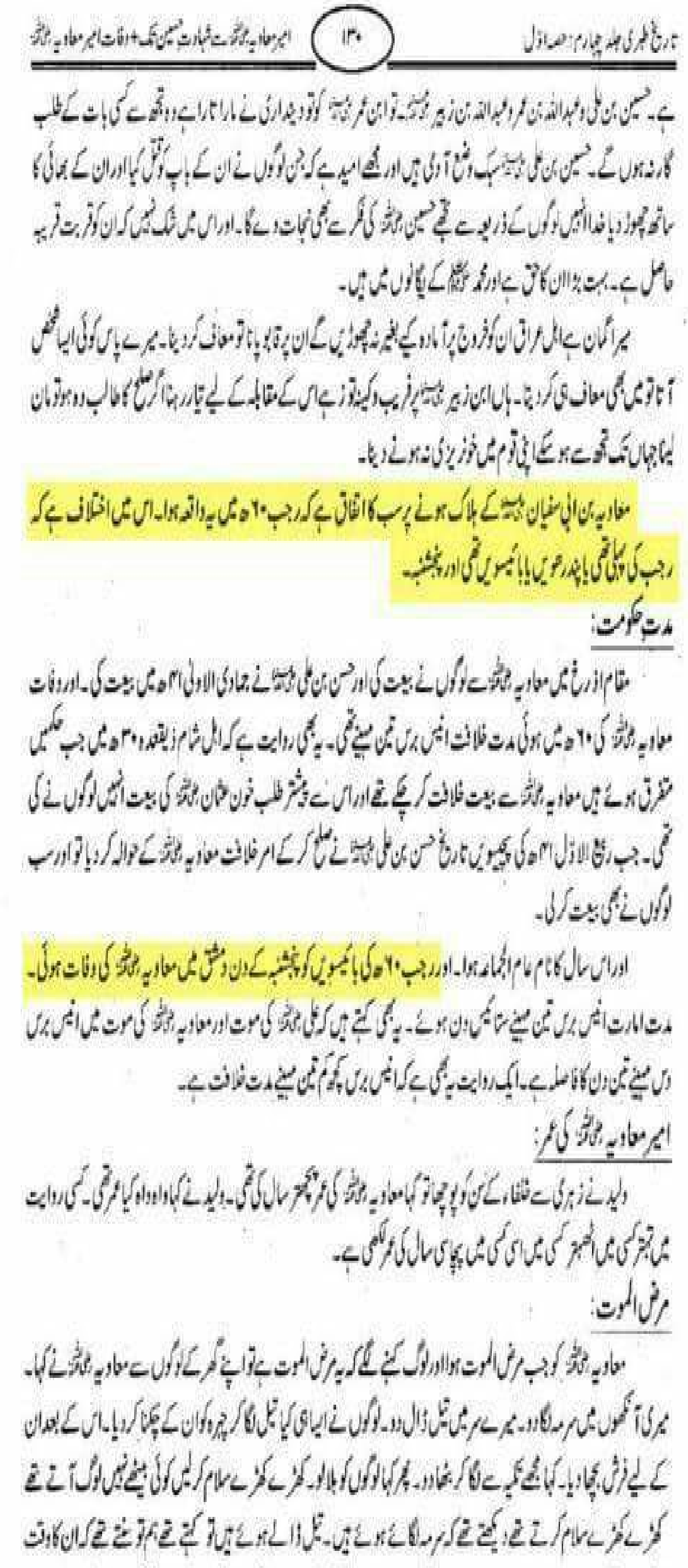

ہے۔ حسین بن علی و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ کو تو دینداری نے مار ڈالا ہے وہ تجھ سے کسی بات کے طلب گار نہ ہوں گے۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہ سبک وضع آدمی ہیں اور مجھے امید ہے کہ جن لوگوں نے ان کے باپ کو قتل کیا اور ان کے بھائی کا ساتھ چھوڑ دیا خدا انہیں لوگوں کے ذریعہ سے تجھے حسین رضی اللہ عنہ کی فکر سے بھی نجات دے گا۔ اور اس میں شک نہیں کہ ان کو قربت قریبہ حاصل ہے۔ بہت بڑا ان کا حق ہے اور محمد ﷺ کے یگانوں میں ہیں۔

میرا گمان ہے اہل عراق ان کو خروج پر آمادہ کیے بغیر نہ چھوڑیں گے ان پر قابو پانا تو معاف کر دینا۔ میرے پاس کوئی ایسا شخص آتا تو میں بھی معاف ہی کر دیتا۔ ہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر فریب و کینہ توز ہے اس کے مقابلہ کے لیے تیار رہنا اگر صلح کا طالب وہ ہو تو مان لینا جہاں تک تجھ سے ہو سکے اپنی قوم میں خونریزی نہ ہونے دینا۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ہلاک ہونے پر سب کا اتفاق ہے کہ رجب ۶۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ اس میں اختلاف ہے کہ رجب کی پہلی تھی یا پندرھویں یا بائیسویں تھی اور پنجشنبہ۔

مدت حکومت:

مقام اذرح میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے بیعت کی اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے جمادی الاولی ۴۱ھ میں بیعت کی۔ اور وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کی ۶۰ھ میں ہوئی مدت خلافت انیس برس تین مہینے تھی۔ یہ بھی روایت ہے کہ اہل شام ذیقعدہ ۳۰ھ میں جب حکمین متفرق ہوئے ہیں معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت کر چکے تھے اور اس سے پیشتر طلب خون عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت انہیں لوگوں نے کی تھی۔ جب ربیع الاول ۴۱ھ کی پچیسویں تاریخ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صلح کر کے امر خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا تو اور سب لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

اور اس سال کا نام عام الجماعہ ہوا۔ اور رجب ۶۰ھ کی بائیسویں کو پنجشنبہ کے دن دمشق میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ مدت امارت انیس برس تین مہینے ستائیس دن ہوئے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کی موت اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت میں انیس برس دس مہینے تین دن کا فاصلہ ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ انیس برس کچھ کم تین مہینے مدت خلافت ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر:

ولید نے زہری سے خلفاء کے سن کو پوچھا تو کہا معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر پچھتر سال کی تھی۔ ولید نے کہا واہ واہ کیا عمر تھی۔ کسی روایت میں تہتر کسی میں اٹھتر کسی میں اسی کسی میں پچاسی سال کی عمر لکھی ہے۔

مرض الموت:

معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب مرض الموت ہوا اور لوگ کہنے لگے کہ یہ مرض الموت ہے تو اپنے گھر کے لوگوں سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میری آنکھوں میں سرمہ لگا دو۔ میرے سر میں تیل ڈال دو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تیل لگا کر چہرہ کو ان کے چکنا کر دیا۔ اس کے بعد ان کے لیے فرش بچھا دیا۔ کہا مجھے تکیے سے لگا کر بٹھا دو۔ پھر کہا لوگوں کو بلا لو۔ کھڑے کھڑے سلام کر لیں کوئی بیٹھے نہیں لوگ آتے تھے کھڑے کھڑے سلام کرتے تھے۔ دیکھتے تھے کہ سرمہ لگائے ہوئے ہیں۔ تیل ڈالے ہوئے ہیں تو کہتے تھے ہم تو سنتے تھے کہ ان کا وقت آخر ہے یہ تو سب سے زیادہ تندرست ہیں جب لوگ سب باہر چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھے: (مضمون)

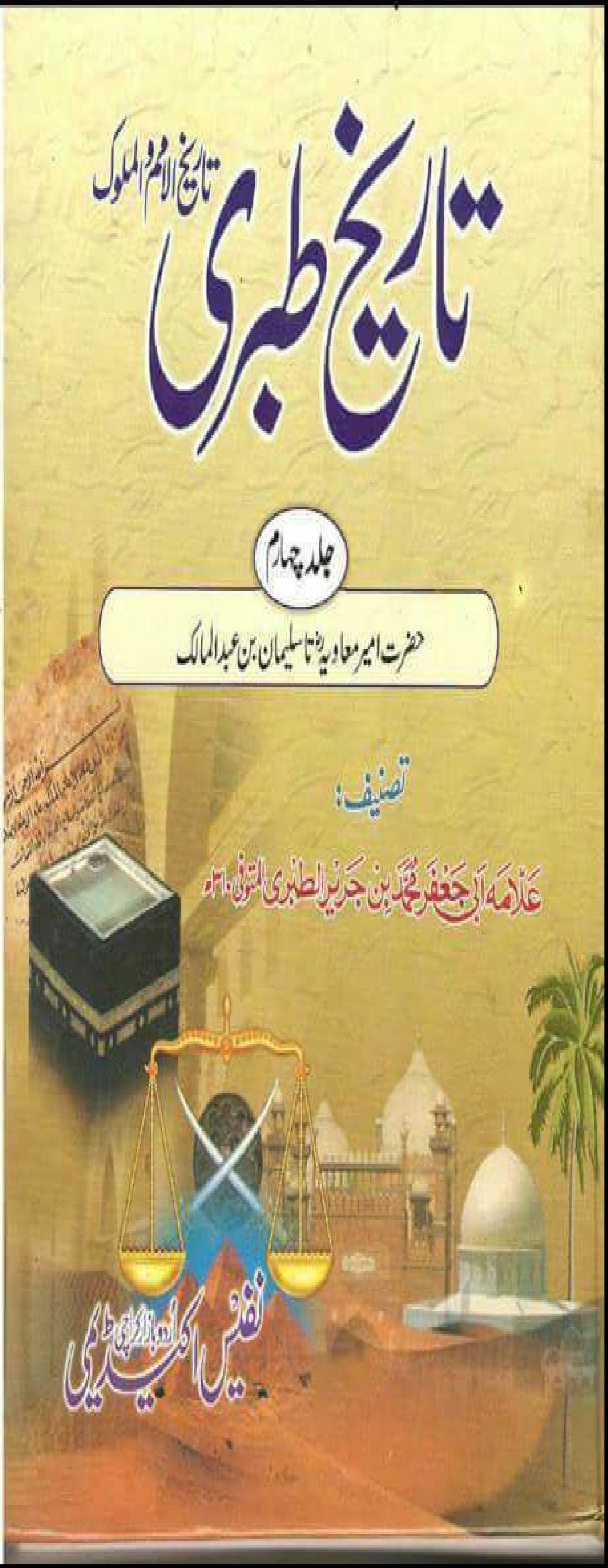
تاریخ الامم والملوک
تاریخ طبری
جلد چہارم
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تا سلیمان بن عبدالملک
تصنیف:
علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ
نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

کونڈے سیدنا معاویہ رضی اللہ کی وفات کی خوشی

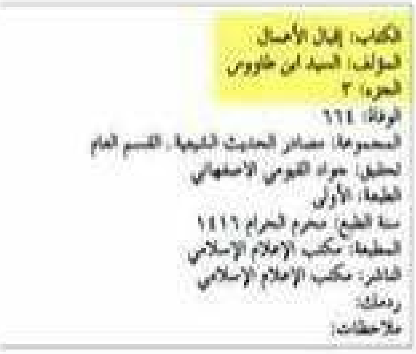

الكتاب: إقبال الأعمال
المؤلف: السيد ابن طاووس
الجزء: ٣
الوفاة: ٦٦٤
المجموعة: مصادر الحديث الشيعية ، القسم العام
تحقيق: جواد القيومي الاصفهاني
الطبعة: الأولى
سنة الطبع: محرم الحرام ١٤١٦
المطبعة: مكتب الإعلام الإسلامي
الناشر: مكتب الإعلام الإسلامي
ردمك:
ملاحظات:

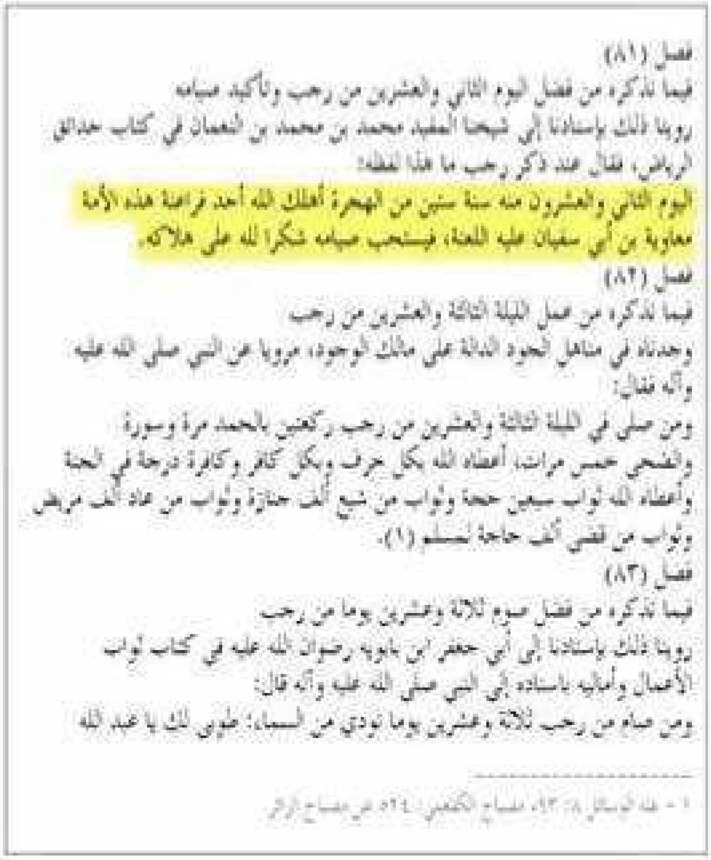

فصل (٨١)
فيما نذكره من فضل اليوم الثاني والعشرين من رجب وتأكيد صيامه
روينا ذلك بإسنادنا إلى شيخنا المفيد محمد بن محمد بن النعمان في كتاب حدائق الرياض، فقال عند ذكر رجب ما هذا لفظه:
اليوم الثاني والعشرون منه سنة ستين من الهجرة أهلك الله أحد فراعنة هذه الأمة معاوية بن أبي سفيان عليه اللعنة، فيستحب صيامه شكرا لله على هلاكه.

فصل (٨٢)
فيما نذكره من فضل الليلة الثالثة والعشرين من رجب
وجدناه في مناقل الجود الدالة على مالك الوجود، مرويا عن النبي صلى الله عليه وآله فقال:
ومن صلى في الليلة الثالثة والعشرين من رجب ركعتين بالحمد مرة وسورة والضحى خمس مرات، أعطاه الله بكل حرف وبكل كافر وكافرة درجة في الجنة وأعطاه الله ثواب سبعين حجة وثواب من شيع ألف جنازة وثواب من عاد ألف مريض وثواب من قضى ألف حاجة لمسلم (١).

فصل (٨٣)
فيما نذكره من فضل صوم ثلاثة وعشرين يوما من رجب
روينا ذلك بإسنادنا إلى أبي جعفر ابن بابويه رضوان الله عليه في كتاب ثواب الأعمال وأماليه بإسناده إلى النبي صلى الله عليه وآله قال:
ومن صام من رجب ثلاثة وعشرين يوما نودي من السماء: طوبى لك يا عبد الله

---

١ - عنه الوسائل ٨: ٩٣، مصباح الكفعمي: ٥٢٤ عن مصباح الزائر.

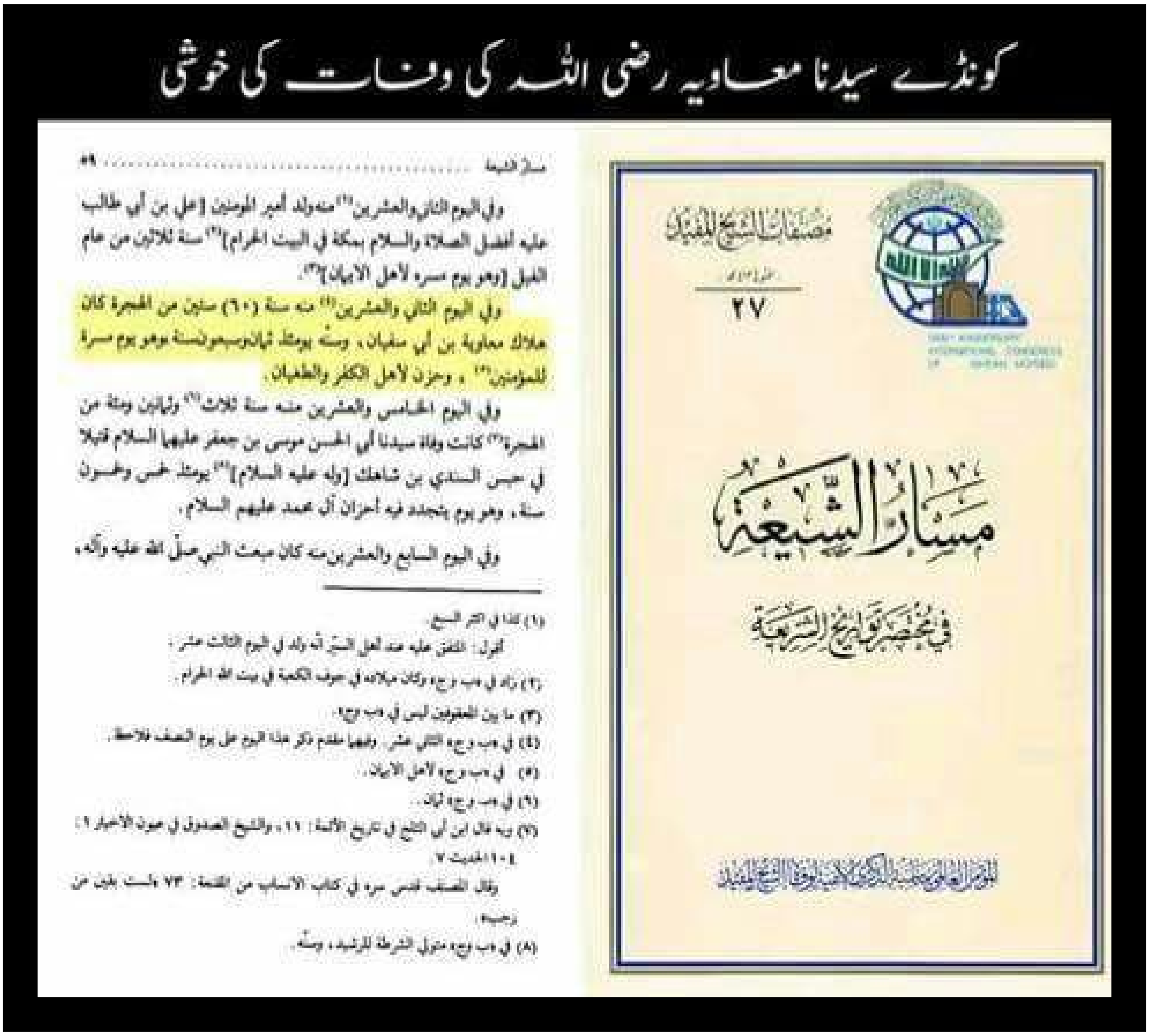

کونڈے سیدنا معاویہ رضی اللہ کی وفات کی خوشی

مسار الشيعة ٥٩

وفي اليوم الثاني والعشرين[1] منه ولد أمير المؤمنين [علي بن أبي طالب عليه أفضل الصلاة والسلام بمكة في البيت الحرام][2] سنة ثلاثين من عام الفيل [وهو يوم مسرة لأهل الإيمان][3].

وفي اليوم الثاني والعشرين[4] منه سنة (٦٠) ستين من الهجرة كان هلاك معاوية بن أبي سفيان، وسنّه يومئذ ثمانوسبعون سنة وهو يوم مسرة للمؤمنين[5]، وحزن لأهل الكفر والطغيان.

وفي اليوم الخامس والعشرين منه سنة ثلاث[6] وثمانين ومئة من الهجرة[7] كانت وفاة سيدنا أبي الحسن موسى بن جعفر عليهما السلام قتيلا في حبس السندي بن شاهك [وله عليه السلام][8] يومئذ خمس وخمسون سنة، وهو يوم يتجدد فيه أحزان آل محمد عليهم السلام.

وفي اليوم السابع والعشرين منه كان مبعث النبي صلّى الله عليه وآله،

---

(١) كذا في أكثر النسخ.

أقول: المتفق عليه عند أهل السنّة أنه ولد في اليوم الثالث عشر.

(٢) زاد في ب و ح: وكان ميلاده في جوف الكعبة في بيت الله الحرام.

(٣) ما بين المعقوفين ليس في ب و ح.

(٤) في ب و ح: الثاني عشر. وفيهما تقدم ذكر هذا اليوم على يوم النصف فلاحظ.

(٥) في ب و ح: لأهل الإيمان.

(٦) في ب و ح: ثمان.

(٧) وبه قال ابن أبي الثلج في تاريخ الأئمة: ١١، والشيخ الصدوق في عيون الأخبار ١: ١٠٤ الحديث ٧.

وقال المصنف قدس سره في كتاب الأنساب من المقنعة: ٧٣ ولست بقين من رجب.

(٨) في ب و ح: متولي الشرطة للرشيد، وسنّه.

مصنفات الشيخ المفيد

٢٧

SEVENTH ANNIVERSARY INTERNATIONAL CONGRESS OF SHAIKH MOFEED

مسار الشيعة

في مختصر تواريخ الشريعة

المؤتمر العالمي بمناسبة الذكرى الألفية لوفاة الشيخ المفيد

۳۔ تیسری بات یہ کہ اس واقعہ کو لکھنے والا اتنا بے وقوف تھا کہ اسے یہ بھی نہیں معلوم حضرت امام جعفر صادقؒ کے زمانے میں بادشاہ وزیر نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ اس وقت تو خلافت تھی بادشاہ وزیر کا تو تصور ہی نہیں تھا یہ کہاں سے آ گئے؟

چلو اگر مان بھی لیں کہ بادشاہ اور وزیر تھے تو ان حضرات کے نام کیا تھے بنو امیہ کے تھے یا بنو عباس کے؟

۴۔ چوتھی بات اس واقعہ میں یہ ہے کہ لکڑہارے نے محل تعمیر کیا تو وزیر کی بیوی کو بالکل پتہ نہ چلا جب چھت پر چڑھی تو پتا چلا کہ میرے محل کے سامنے بھی ایک محل ہے۔ ذرا سوچیں فکر کریں کہ آپ کے محلے میں کوئی عمارت زیر تعمیر ہو تو آپ کو معلوم ہو جاتا ہے لیکن یہاں پورا محل کھڑا ہو گیا اور کم از کم چھ مہینے لگ گئے ہوں گے تعمیر میں کیوں کہ اس وقت محل کی تعمیر میں زیادہ وقت لگتا تھا تو اتنے عرصے میں وزیر کی بیگم کو پتہ بھی نہ چلا اور نہ ہی وزیر نے اپنی بیگم صاحبہ اس کا تذکرہ کیا۔

۵۔ پانچویں بات یہ کہ کس طرح ممکن ہے کہ خربوزہ سر بن جائے اور سر دوبارہ خربوزہ بن جائے؟! اتنا بڑا واقعہ اگر پیش آیا ہوا ہوتا تو کسی تاریخ کی کتاب میں ضرور لکھا ہوا ہوتا۔

اس واقعہ کے آخر میں لکھا ہے جس کو غور سے پڑھیں کہ ”پھر پورے محل میں کونڈے کی رسم منائی گئی“ رسم تو برادری، علاقے اور قبیلے کے رواج کو کہا جاتا ہے۔ رسم سے تو بچنے کا حکم ہے۔ رسم تو کبھی بھی دین نہیں بن سکتی تو پھر یہ کونڈے کس طرح دین بن گئے؟

اس لئے محترم دوستو! صاف پتا چلا کہ یہ کونڈے بدعت ہے اور حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف ایک سازش ہے اس لئے اس سے خود بھی بچیں اور دوسرے کی بھی فکر کریں اور من گھڑت قصوں کو چھوڑ دیں۔ اس لئے کہ

حق نے کر ڈالی ہیں دوہری خدمتیں تیرے سپرد
خود تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

خاص طور پر میری ان سنی بھائیوں سے گزارش ہے جو اس رسم میں مبتلا ہیں کہ کاتب وحی، رسول اللہ ﷺ کے صحابی، بہادر جرنیل، حضرت پاک ﷺ کے برادر نسبتی اور رشتہ دار حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف اس سازش سے بچیں تا کہ کل قیامت کے دن اللہ دربار میں صحابی رسول ﷺ کے خلاف سازش میں شرکت سے مورد الزام نہ ٹھہریں۔

انجمن دعوت اہل سنت والجماعت

کونڈوں کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کے نام پر بغیر کسی خود ساختہ قیدوں کے نذر و نیاز یا ایصالِ ثواب کرنا باعثِ برکت عمل ہے۔

اس نذر و نیاز کے کھانے کے مستحقین فقراء وغیرہ ہیں۔ کچھ عرصے سے مسلمانوں کی عبادت کی آڑ میں مختلف سازشیوں نے سازشیں کیں انہی میں سے ایک کونڈوں کی رسم بھی ہے۔ تعصب کی پٹی ہٹا کر اس تحریر کو غور سے پڑھنے پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں کی سازش بے نقاب ہو جائیگی۔

کونڈوں کی رسم سب سے پہلے برصغیر پاک و ہند میں ۱۹۰۶ء کے قریب ایجاد ہوئی۔ اور اس کو پھیلانے میں "داستانِ عجب" نامی جھوٹی کتاب پیش پیش ہے۔ جس میں ایک لکڑہارے کی بیوی کا قصہ ہے کہ اس عورت نے مشکل وقت میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈے مانے تھے تو اس کی مراد بھر آئی تھی اس لئے کہ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا تھا کہ جو رجب میں میرے کونڈے بھرے گا اس کی تمام حاجتیں پوری ہوں گی۔

سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اللہ رب العزت کے علاوہ کسی کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھنا کھلا شرک ہے۔ جب بھی انسان پر مصیبت آئے تو اسے رب العزت کی طرف متوجہ رہنا چاہئے نہ کہ اس کی مخلوق کی طرف کیونکہ نفع و نقصان کی مالک صرف وہی ذات ہے قرآن پاک میں ہے "وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ" (ترجمہ) اگر اللہ رب العزت تم کو تکلیف پہنچائے تو کوئی بھی اس تکلیف کو سوائے اللہ کے ہٹا نہیں سکتا۔

لہٰذا پتا چلا کہ اگر اس واقعہ کو درست بھی مان لیا جائے تو لکڑہارے کی بیوی نے تو اللہ کی مخلوق کی نذر مانی تھی اس کا تو فعل ہی حرام تھا تو حرام کام ثواب کے لئے دلیل کیسے بن سکتا ہے؟ حرام کام سے دین کی دلیل کیسے ہو سکتی ہے؟

کونڈے صحابہؓ کے دشمنوں کی سازش

حقیقت میں کونڈوں کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ کونڈے تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے دشمن گروہ کی ایجاد ہے۔ یہ کونڈے تو حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں روافض (شیعہ) نے پکائے تھے کیوں کہ ۲۲ رجب حضرت امیر معاویہؓ کی تاریخ وفات ہے۔

پہلی دلیل

کونڈے ۲۲ رجب کو حضرت امام جعفر صادقؒ کے نام پر پکائے جاتے ہیں حالانکہ آج کل لوگوں میں رسم چلی ہوئی ہے جو شخص جس مہینے میں پیدا ہوتا ہے یا وفات پاتا ہے اسی مہینے میں اس کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں۔ لیکن ۲۲ رجب نہ تو حضرت امام جعفر صادقؒ کی ولادت کی تاریخ ہے اور نہ ہی وفات کی۔ ان کی ولادت کے بارے میں دو روایتیں ملتی ہیں ۸ رمضان ۸۰ھ ربیع الاول ۸۳ھ اور وفات ۱۴۸ھ میں شوال کے مہینے میں ہوئی تو ان کے کونڈے رجب کے مہینے میں کیوں ہوتے ہیں؟ اصل میں یہ حضرت امیر معاویہؓ سے دشمنی ہے جو کہ ان کے دشمنوں کی ایک سازش ہے کیونکہ اس دن کھلم کھلا تو حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کی خوشی نہیں منا سکتے۔ کیونکہ حضرت امیر معاویہؓ کے حامی ۹۷ فی صد سنی مسلمان ہیں اس لیے اپنے غیر اخلاقی جرم کی محض پردہ پوشی کے لئے نام امام جعفر صادقؒ کا لیا اور خوشی حضرت معاویہؓ کی وفات پر منائی۔ آہستہ آہستہ اس رسم کو سنیوں میں بھی داخل کر دیا اور سنی اس سازش کو نہ سمجھتے ہوئے اس بدعت میں مبتلا ہو گئے۔ بعض یادداشتوں سے پتہ چلتا ہے کہ شروع شروع میں ۲۲ رجب کو حضرت معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں شیعوں کے یہاں خفیہ خفیہ جشن مسرت منایا جاتا تھا اور اس سلسلے میں شیرینی یا پوریوں وغیرہ کو عام تقسیم سے بچا کر کسی مخصوص مقام پر ہی بٹھا کر کھلایا جاتا ہے تا کہ محرم کے تبرا کی طرح سنیوں کو

رضاخانی مولوی کا اقرار ہے کہ 22 رجب کے کونڈے شیعوں نے امیر معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں ایجاد کیے

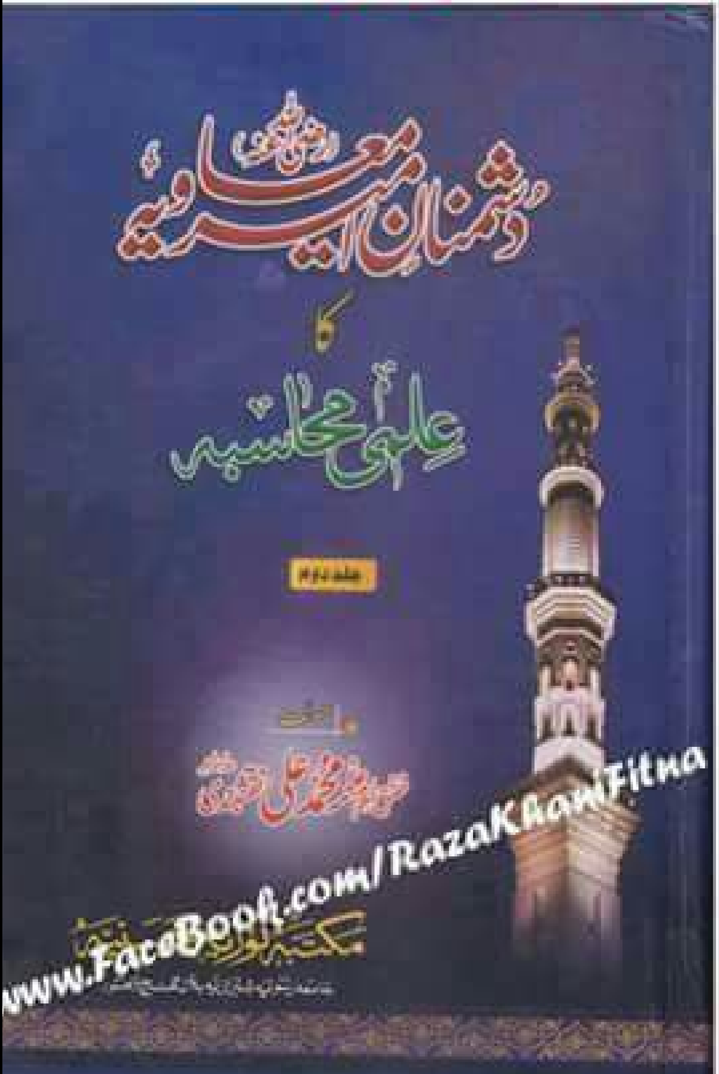

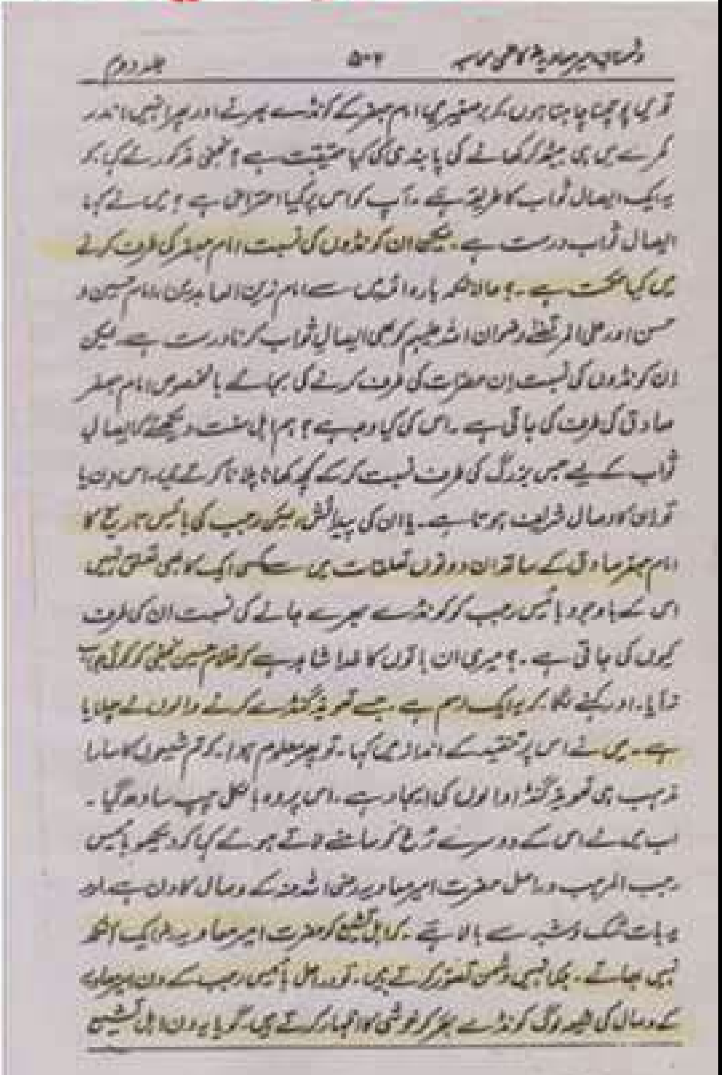

تو کیا پوچھنا چاہتا ہوں کہ رجب میں امام جعفر کے کونڈے بھرنے اور پھر انہیں اندر کمرے میں ہی بیٹھ کر کھانے کی پابندی کی کیا حقیقت ہے؟ بعض ذکر کرتے ہیں کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے، آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ ہم نے کہا ایصالِ ثواب درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت امام جعفر کی طرف کرنے میں کیا حکمت ہے۔؟ حالانکہ بارہ ائمہ میں سے امام زین العابدین، امام حسین و حسن اور علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم کو بھی ایصالِ ثواب کرنا درست ہے لیکن ان کونڈوں کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے کی بجائے بالخصوص امام جعفر صادق کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہم اہلسنت دیکھتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کے لیے جس بزرگ کی طرف نسبت کر کے کچھ کھانا پکا کر کھلائے، اس دن یا تو ان کا وصال شریف ہوتا ہے۔ یا ان کی پیدائش، لیکن رجب کی بائیس تاریخ کا امام جعفر صادق کے ساتھ ان دونوں تعلقات میں سے کسی ایک کا بھی تعلق نہیں۔ اس کے باوجود بائیس رجب کو کونڈے بھرے جانے کی نسبت ان کی طرف کیوں کی جاتی ہے۔؟ میری ان باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ غلام حسین نجفی کو کچھ سمجھ نہ آیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ ایک رسم ہے۔ جسے تعویذ گنڈے کرنے والوں نے چلایا ہے۔ ہم نے اس پر تنقید کے انداز میں کہا۔ تو پھر معلوم ہوا کہ تم شیعوں کا سارا مذہب ہی تعویذ گنڈا والوں کی ایجاد ہے۔ اس پر وہ بالکل چپ سادھ گیا۔

اب ہم نے اس کے دوسرے رخ کو سامنے لاتے ہوئے کہا کہ دیکھو بائیس رجب المرجب دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہے اور یہ بات شک و شبہ سے بالا ہے۔ کہ اہل تشیع کو حضرت امیر معاویہ ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ بلکہ انہیں دشمن تصور کرتے ہیں۔ تو دراصل بائیس رجب کے دن امیر معاویہ کے وصال کی خوشی وہ لوگ کونڈے بھر کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ گویا یہ دن اہل تشیع

⑥ فتویٰ۔ مرکز تربیت افتاء، دار العلوم امجدیہ ارشد العلوم اوجھا گنج ضلع بستی،

الجواب۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز ۱۵ رجب کو کرنا چاہئے کہ حضرت کا وصال ۱۵ رجب المرجب دو شنبہ کے دن ہوا ہے نہ کہ ۲۲ رجب کو البتہ ایک روایت کے مطابق ۲۲ رجب کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا ہے جیسا کہ اسد الغابہ میں ہے۔ توفی یوم الخمیس لثمان بقین من رجب سنۃ تسع وخمسین (ج ۵ ص ۲۲۲) تو شیعہ حضرات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خوشی مناتے ہیں اور سنی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے اسے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کہتے ہیں۔ لہٰذا سنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ شیعوں کی مخالفت سے متعلق رہیں اور ۲۲ رجب المرجب کے بجائے ۱۵ رجب کو ہی حضرت کی نیاز کریں۔ اور حدیث "انما الاعمال بالنیات" سے جو ۲۲ رجب کو فاتحہ کا جواز پیش کیا گیا ہے اس ۲۲ رجب ہی کی کیا خصوصیت بلکہ رجب کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی حضرت کے نیاز کی نیت سے فاتحہ دلا سکتے ہیں، جیسا کہ لوگ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز گیارہویں شریف کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی دلاتے ہیں لیکن گیارہویں شریف کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نیاز کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ اسی طرح ۱۵ رجب المرجب کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا بھی لوگ خاص طور سے اہتمام کرتے ہیں اور امام صاحب کا ۱۵ رجب کو اعلان کرنا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ
محمد ارشد غفرلہ مصباحی

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی شہید عالم رضوی

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
محمد مظفر حسین قادری رضوی
مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف

دار الافتاء امجدیہ ارشد العلوم اوجھا گنج ضلع بستی، ۲ جمادی الاولیٰ

دار الافتاء امجدیہ ارشد العلوم اوجھا گنج بستی

تفصیل کیلئے مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ فرمائیں،

① اکمال ② شواہد النبوت ③ مرآۃ الاسرار ④ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (رسالہ چہارم) شائع کردہ دار ارشد العلوم اوجھا گنج ضلع بستی

اولیاء کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال شریف کے دن جمعہ کو عید کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال کا ہے

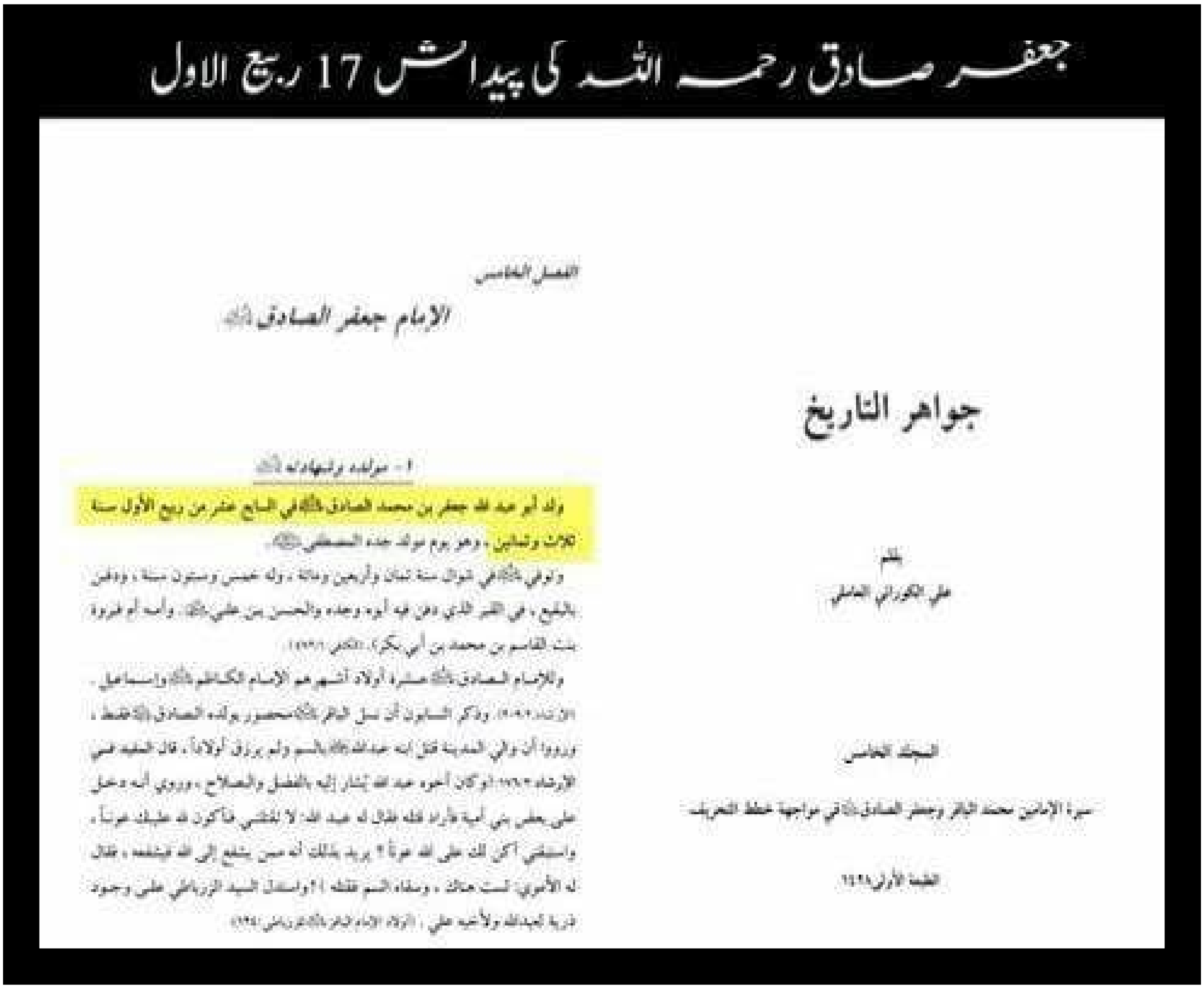

جعفر صادق رحمہ اللہ کی پیدائش 17 ربیع الاول

جواهر التاريخ

بقلم
علي الكوراني العاملي

المجلد الخامس

سيرة الإمامين محمد الباقر وجعفر الصادق ؑ في مواجهة خطط التحريف

الطبعة الأولى ١٤٢٩

الفصل الخامس

الإمام جعفر الصادق ؑ

١ - مولده وشهادته ؑ

ولد أبو عبد الله جعفر بن محمد الصادق ؑ في السابع عشر من ربيع الأول سنة ثلاث وثمانين، وهو يوم مولد جده المصطفى ﷺ.

وتوفي ؑ في شوال سنة ثمان وأربعين ومائة، وله خمس وستون سنة، ودفن بالبقيع، في القبر الذي دفن فيه أبوه وجده والحسن بن علي ؑ. وأمه أم فروة بنت القاسم بن محمد بن أبي بكر. (الكافي: ١/٤٧٢).

وللإمام الصادق ؑ عشرة أولاد أشهرهم الإمام الكاظم ؑ وإسماعيل. (الإرشاد: ٢/٢٠٩). وذكر النسابون أن نسل الباقر ؑ محصور بولده الصادق ؑ فقط، ورووا أن والي المدينة قتل ابنه عبد الله ؑ بالسم ولم يرزق أولاداً. قال المفيد في الإرشاد ٢/١٧٦: وكان أخوه عبد الله يشار إليه بالفضل والصلاح، وروي أنه دخل على بعض بني أمية فأراد قتله فقال له عبد الله: لا تقتلني أكن لله عليك عوناً، واستبقني أكن لك على الله عوناً؟ يريد بذلك أنه ممن يشفع إلى الله فيشفعه، فقال له الأموي: لست هناك، وسقاه السم فقتله! واستدل السيد الزرباطي على وجود ذرية لعبد الله ولأخيه علي. (أولاد الإمام الباقر ؑ للزرباطي: ١٩٤).

کونڈے سیدنا معاویہ رضی اللہ کی وفات کی خوشی

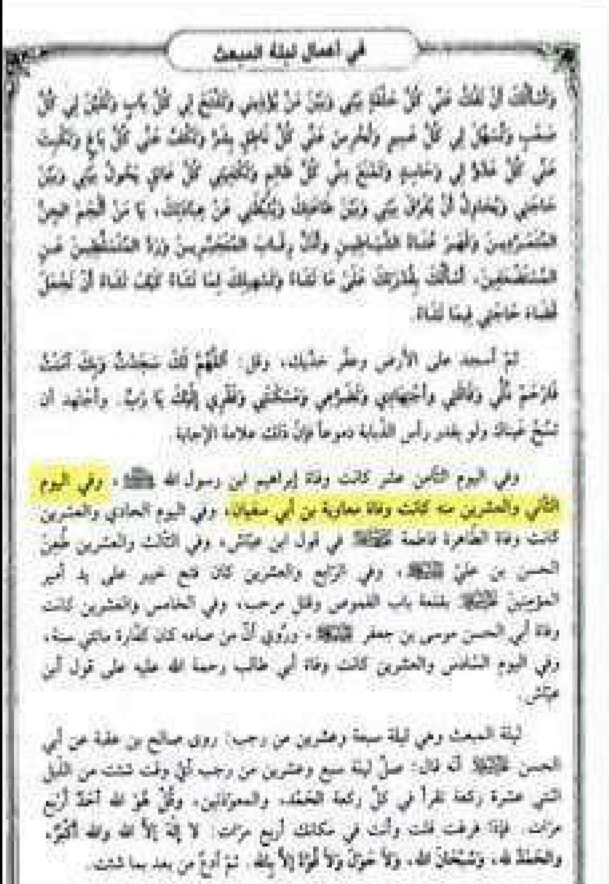

ثم أسجد على الأرض وعفّر خدّيك، وقل: اللّهمّ لك سجدت وبك آمنت فارحم ذلّي وفاقتي واجتهادي وتضرّعي ومسكنتي وفقري إليك يا ربّ. واجتهد أن تسحّ عيناك ولو بقدر رأس الذبابة دموعاً فإنّ ذلك علامة الإجابة.

وفي اليوم الثامن عشر كانت وفاة إبراهيم ابن رسول الله، وفي اليوم الثاني والعشرين منه كانت وفاة معاوية بن أبي سفيان، وفي اليوم الحادي والعشرين كانت وفاة الطاهرة فاطمة في قول ابن عيّاش، وفي الثالث والعشرين طُعن الحسن بن علي، وفي الرابع والعشرين كان فتح خيبر على يد أمير المؤمنين بقلعه باب القموص وقتل مرحب، وفي الخامس والعشرين كانت وفاة أبي الحسن موسى بن جعفر، ورُوي أنّ من صامه كان كفّارة مائتي سنة، وفي اليوم السادس والعشرين كانت وفاة أبي طالب رحمة الله عليه على قول ابن عيّاش.

ليلة المبعث وهي ليلة سبعة وعشرين من رجب: روى صالح بن عقبة عن أبي الحسن أنّه قال: صلّ ليلة سبع وعشرين من رجب أيّ وقت شئت من الليل اثنتي عشرة ركعة تقرأ في كلّ ركعة الحمد، والمعوّذتين، وقل هو الله أحد أربع مرّات، فإذا فرغت قلت وأنت في مكانك أربع مرّات: لا إله إلّا الله والله أكبر، والحمد لله، وسبحان الله، ولا حول ولا قوّة إلّا بالله. ثمّ ادعُ بعدُ بما شئت.

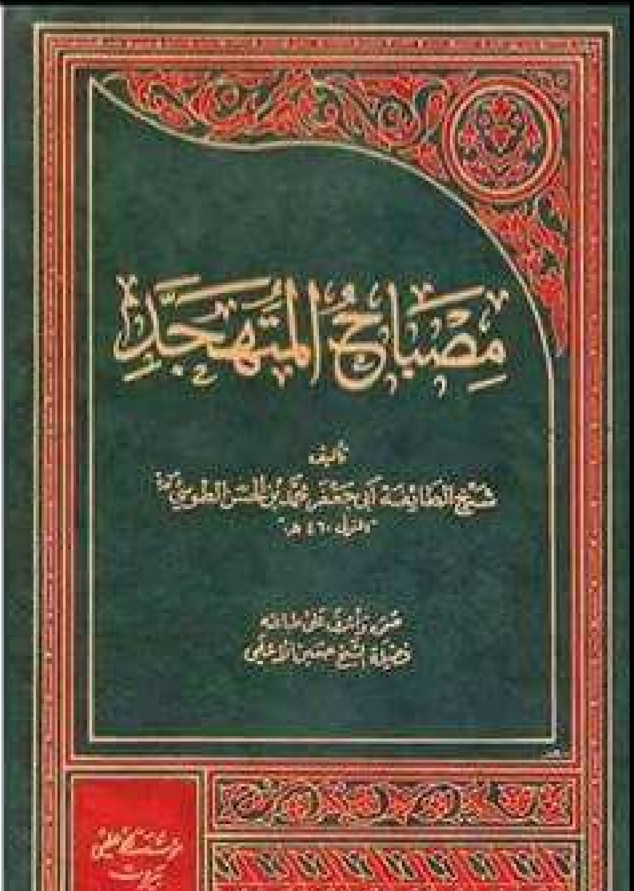

بریلوی مفتی شفقات احمد کہتا ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں ک کونڈوں کی رسم شیعہ نے امیر معاویہ کی وفات کی خوشی
میں ایجاد کی ہے اور ہمارے بریلوی شیعہ کے دھوکے میں اس کو کرتے ہیں
(مناقب امیر معاویہ، ص 169،171۔ والضحی لاہور) یہ کتاب اشرف آصف جلالی کے زیر نگرانی لکھی گئی ہے

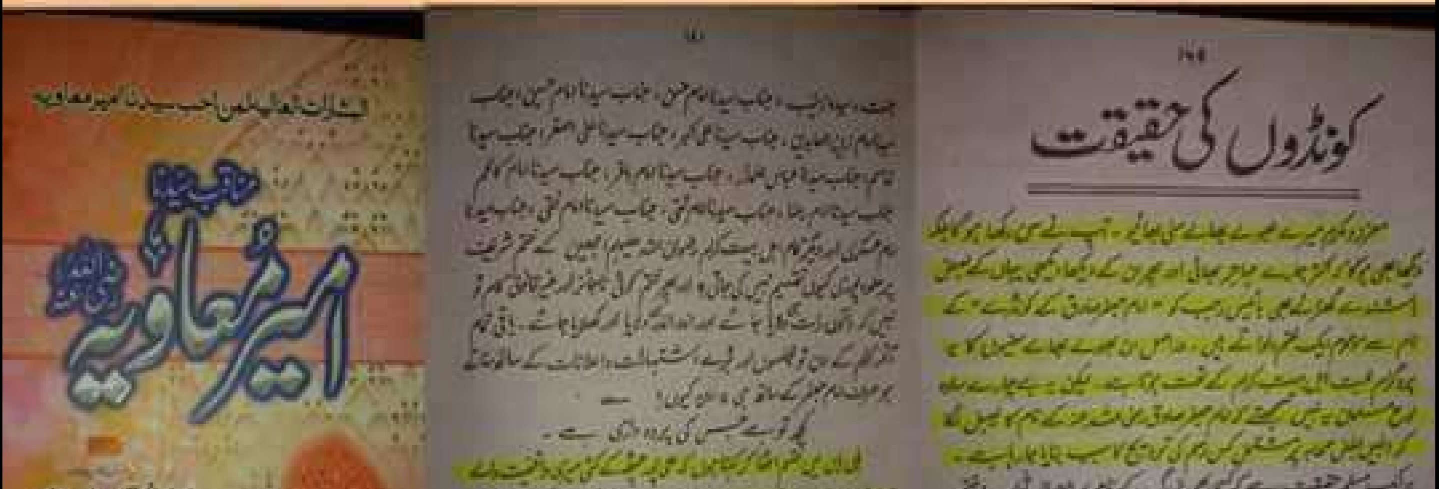
مناقب سیدنا امیر معاویہ
کونڈوں کی حقیقت
www.FaceBook.com/Razakhanifitna

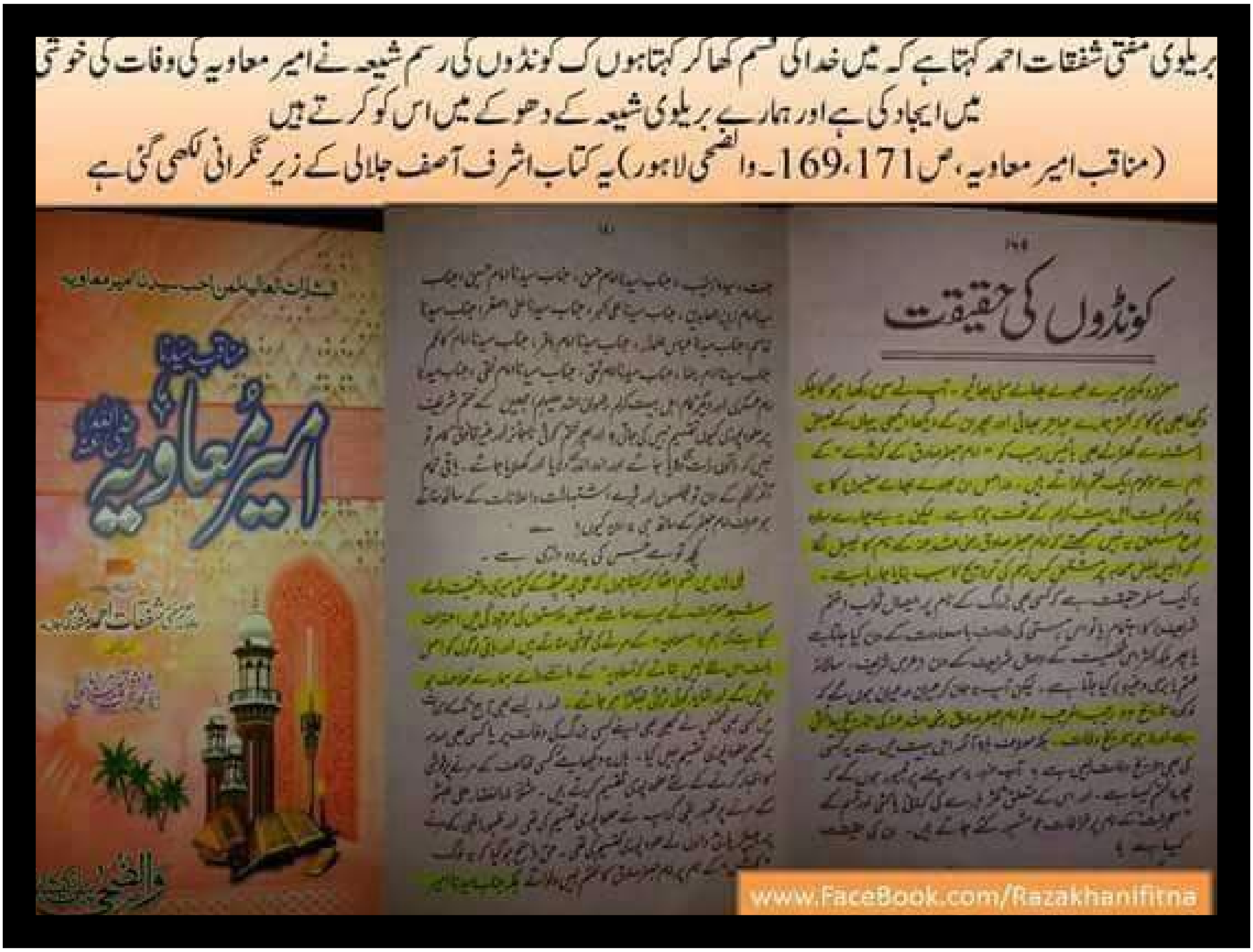

بریلوی مفتی شفقات احمد کہتاہے کہ میں خداکی قسم کھاکر کہتاہوں ک کونڈوں کی رسم شیعہ نے امیر معاویہ کی وفات کی خوشی
میں ایجاد کی ہے اور ہمارے بریلوی شیعہ کے دھوکے میں اس کو کرتے ہیں
(مناقب امیر معاویہ، ص 169،171۔ والضحی لاہور) یہ کتاب اشرف آصف جلالی کے زیر نگرانی لکھی گئی ہے

کونڈوں کی حقیقت

مناقب سیدنا امیر معاویہ
شفقات احمد

www.FaceBook.com/Razakhanifitna

بریلوی مفتی شفقات احمد کہتاہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کونڈوں کی رسم شیعہ نے امیر معاویہ کی وفات کی خوشی میں ایجاد کی ہے اور ہمارے بریلوی شیعہ کے دھوکے میں اس کو کرتے ہیں

(مناقب امیر معاویہ، ص 171،169۔ والضحیٰ لاہور) یہ کتاب اشرف آصف جلالی کے زیر نگرانی لکھی گئی ہے

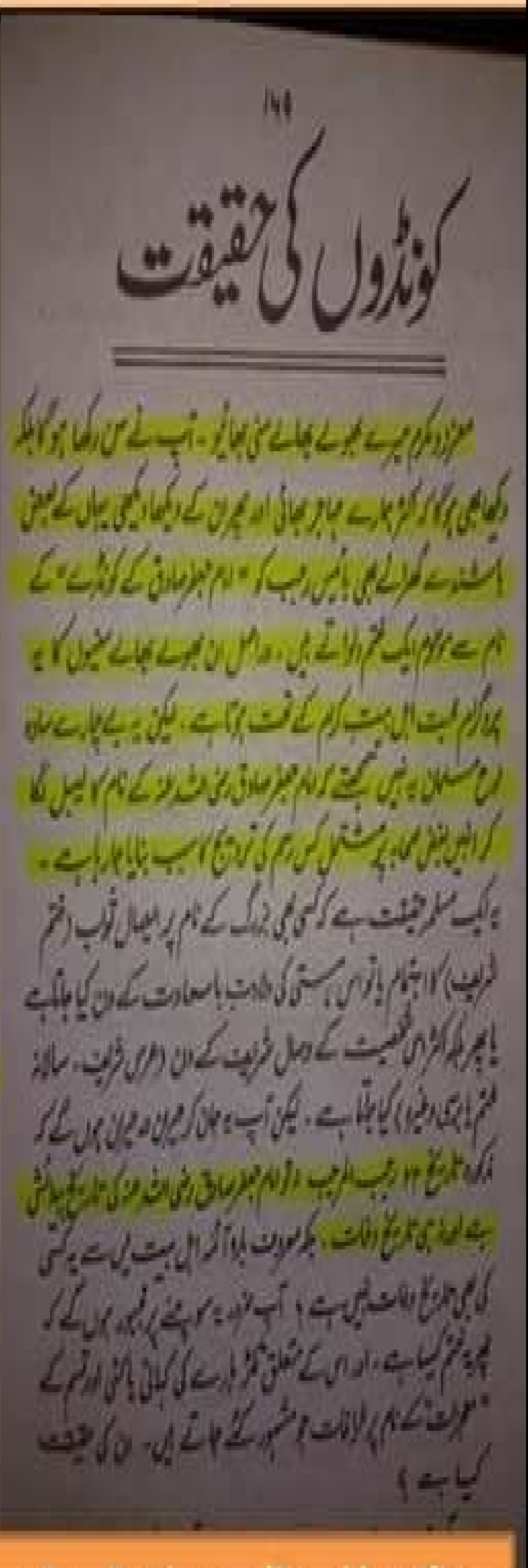

کونڈوں کی حقیقت

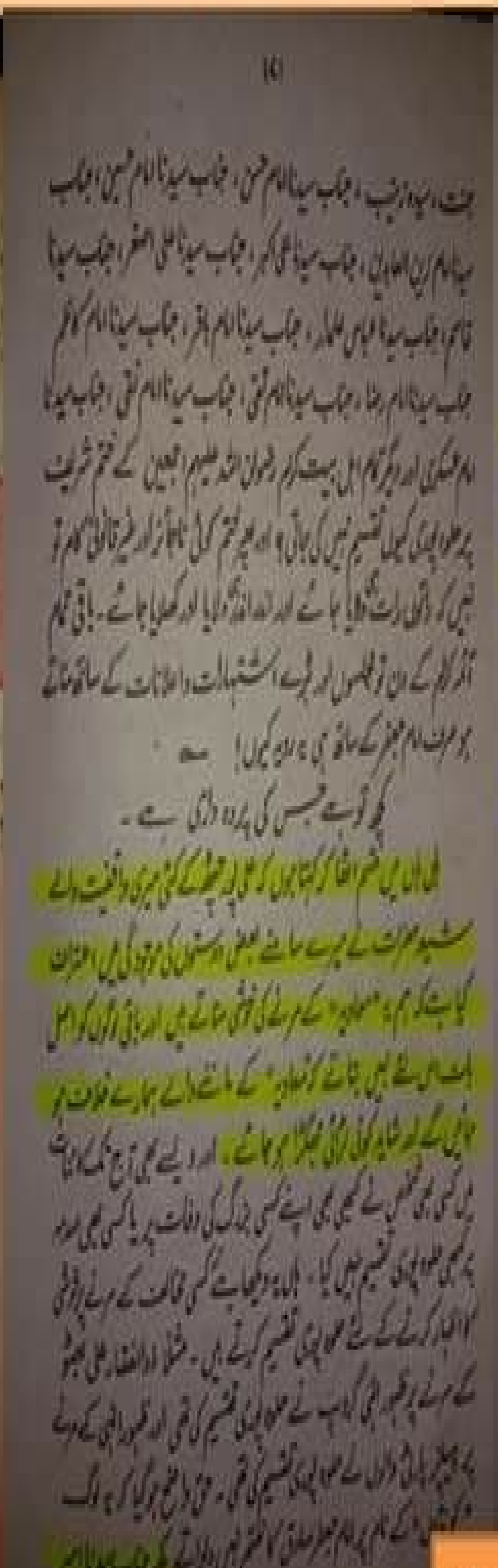

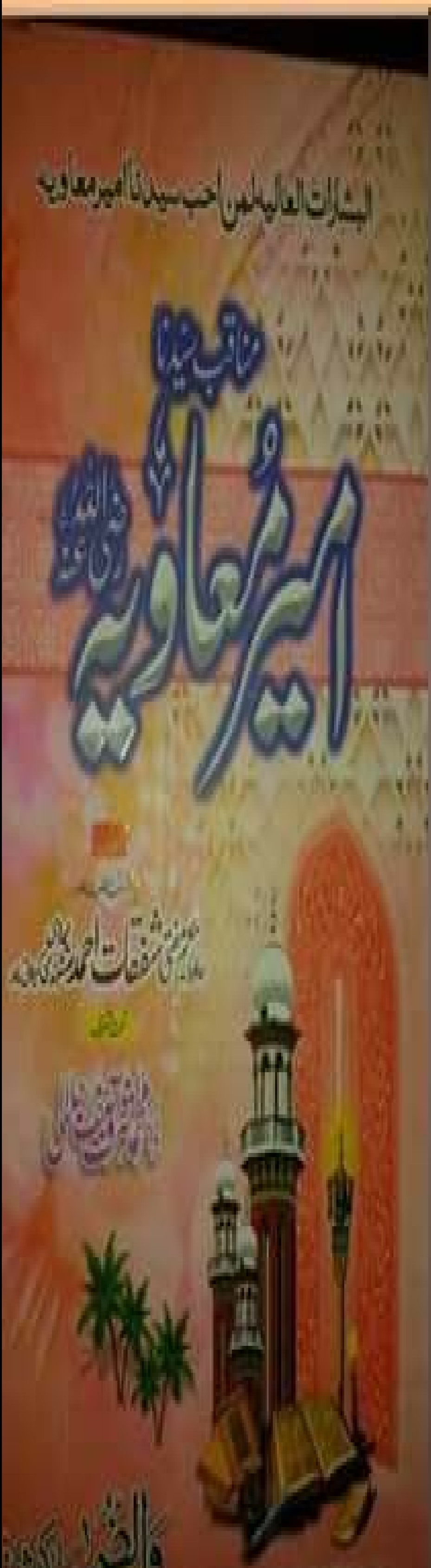

مناقب سیدنا
امیر معاویہ
والضحیٰ

www.FaceBook.com/Razakhanifitna

وغیرہ پر رکھ لیا جس سے گھر کا گزر اوقات چلنے لگا (بارہ سال بعد) ایک دن لکڑ ہارے کی بیوی حویلی کے باہر جھاڑو دے رہی تھی کہ حضرت امام جعفر صادق اپنے ساتھیوں کے ساتھ گزر رہے تھے اچانک رک گئے اور پوچھا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ بتایا گیا کہ "رجب" تو امام جعفر صادق نے فرمایا کہ تمہیں رجب کی ۲۲ تاریخ کی فضیلت معلوم ہے؟" لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ "اگر کسی کی کوئی مشکل پھنسی ہو کوئی تکلیف ہو کسی پر کوئی مصیبت ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ ۲۲ رجب کو میری فاتحہ کرے اور اس طرح کے عمل کے بعد بھی اس کی کوئی حاجت پوری نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ سکتا ہے" اب یہ باتیں لکڑ ہارے کی بیوی نے سن لیں اور گھر جا کر حضرت کی فاتحہ میں کونڈے کئے ادھر اس نے کونڈے کئے اور ادھر اس کا شوہر لکڑیاں کاٹ رہا تھا کہ کلہاڑی اس کے ہاتھ سے زمین پر گری لکڑ ہارے نے محسوس کیا کہ ادھر زمین میں کچھ ہے جب زمین کھودی تو زمین سے بہت بڑا خزانہ برآمد ہوا جس میں سونا، چاندی اور پیسے وغیرہ شامل تھے۔

اب لکڑ ہارا سواریوں پر اس خزانے کو لے کر گھر کی طرف گیا اور امیرانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔ وزیر کے محل کے سامنے لکڑ ہارے نے اپنا محل بنایا لیکن وزیر کی بیگم کو اس محل کی تعمیر کی خبر نہ ہوئی اور یہ بھی پتہ نہ چلا کہ میرے محل کے سامنے کسی نے محل بنایا ہے۔ ایک دن وزیر کی بیوی اپنے محل کی چھت پر چڑھی تو دیکھا کہ میرے محل کے سامنے یہ محل کس کا ہے؟ نوکروں نے بتایا کہ اسی خادمہ کا ہے جو یہاں نوکرانی کے طور پر کام کرتی تھی۔ وزیر کی بیوی نے لکڑ ہارے کی بیوی کو بلوا کر اس مالداری کی وجہ پوچھی تو اس نے ساری داستان کونڈوں کی سنادی وزیر کی بیوی نے اس بات کو نہ مانا اور کونڈوں کو حقیر سمجھا لہٰذا وزیر اور وزیر کی بیوی پر عذاب آنا شروع ہو گئے اس کا شوہر بادشاہ کا قریبی ساتھی اور بڑا وزیر تھا چھوٹا وزیر اس سے حسد کرتا تھا اس نے بادشاہ کے کان بھرنا شروع کر دیئے کہ بڑا وزیر مال میں خیانت کرتا ہے جب بادشاہ نے حساب چیک کرنے کا حکم دیا تو بڑے وزیر کو خائن پایا لہٰذا اسے وزارت کے عہدے سے معزول کر دیا۔ اس کا سارا مال بھی لے لیا اور ملک بدر کرنے کا بھی حکم دے دیا۔ وزیر کے پاس کچھ نہ بچا بیوی کے پاس صرف دو درہم تھے جس میں ایک درہم کا خربوزہ لے لیا اور اسے رومال میں رکھ لیا کہ شاید راستے میں کام آ جائے۔ اتفاقاً جس دن وزیر کو ملک سے نکالا گیا اسی دن بادشاہ کا بیٹا شکار کے لئے گیا ہوا تھا چھوٹا وزیر بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ بادشاہ سلامت! جہاں شہزادے حضور شکار کے لئے گئے ہیں وزیر بھی اسی راستے پر گیا ہے کہیں وہ وزیر شہزادے حضور کو قتل نہ کر دے۔

بادشاہ نے فوراً وزیر کی گرفتاری کا حکم جاری کیا سپاہی وزیر کو گرفتار کر کے لائے تو وزیر کے ہاتھ میں وہی خربوزہ رومال میں بندھا ہوا تھا۔ جب رومال کھولا تو خربوزے کی جگہ شہزادے کا سر تھا۔ جس سے خون بہہ رہا تھا۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور ان کی پھانسی کا حکم دے دیا۔ جب دونوں میاں بیوی جیل میں پھانسی کا انتظار کر رہے تھے تو ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ ہم سے کیا غلطی ہوئی کہ یہ عذاب ہم پر آیا ہے تو بیگم نے کہا لگتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کے کونڈوں کا انکار کیا تھا جس کی وجہ سے ہم پر یہ عذاب آیا ہے۔ لہٰذا دونوں نے توبہ کی اور بیگم نے آئندہ کونڈے کرنے کا عہد کر لیا۔ اب جیسے ہی کونڈے بھرنے کا عہد کیا ویسے ہی بادشاہ کا بیٹا گھر پر آ گیا۔ بادشاہ حیران ہوا کہ رومال میں کیا تھا؟ جب دیکھا تو وہ خربوزہ تھا جو سر بن گیا تھا اب دوبارہ کونڈے کے وعدہ کرنے پر خربوزہ بن گیا۔

بادشاہ نے دونوں کو جیل سے بلایا اور سارا ماجرا پوچھا وزیر نے پورا قصہ سنا ڈالا کہ میری بیوی نے حضرت کے کونڈوں کی توہین کی تھی۔ جس کی پاداش میں ہم یہاں پہنچ گئے۔ بادشاہ اس واقعہ سے بہت متاثر ہوا اور وزیر کو دوبارہ عہدہ دے دیا اور چھوٹے وزیر کو جس نے اس کے کان بھرے تھے ملک بدر کر دیا۔ پھر پورے محل میں کونڈے کی رسم منائی گئی۔

اس واقعہ میں کچھ اعتراضات

۱۔ سب سے پہلا یہ کہ لکڑ ہارا جو مدینے میں رہتا تھا اس کا کوئی نام و نسب وغیرہ جب لکڑ ہارے کا نام ہی نہیں معلوم تو واقعہ کس طرح سچا ہوا۔

۲۔ دوسری بات یہ کہ لکڑ ہارے نے اتنے عرصے جو گھر پر پیسے نہیں بھیجے تھے تو گھر کا گزر اوقات کس طرح چلتا تھا؟ حالانکہ اس واقعہ میں تو یہ بھی ہے کہ جب وہ لکڑیاں بیچتا تھا تو کھانا ملتا ورنہ بھوکا رہتا تھا تو اتنے عرصے گھر میں کھانا کہاں سے آیا۔

اس کا پتہ نہ چلے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک کونڈوں کی پوریوں کو اپنے مخصوص مقام سے باہر نہیں نکالا جاتا۔ بلکہ کسی خاص جگہ پر ہی بٹھا کھلایا جاتا ہے۔

عجیب عبادت

یہ کونڈے بھی عجیب ڈرامہ ہے کہ اس کونڈے کی شیرینی، کھیر اور جو کچھ اس میں پکتا ہے اس کو گھر سے باہر لے جانے کی اجازت نہیں۔ گھر کے اندر ہی اس کو کھاؤ تو ثواب ملے گا اگر گھر سے باہر کھایا تو ثواب نہیں ملے گا۔ اب ایک اعتراض ہوتا ہے کہ اگر کونڈے واقعی دین ہوتا تو چھپ کر یہ عبادت کیوں کی جا رہی ہے دین کو تو پھیلانے کا حکم ہے کہ اپنا سب کچھ گنوا دو لیکن دین کو پھیلاؤ۔ لیکن یہ کونڈے کیسا دین ہے کہ جس کو گھر سے باہر نکالنے کی اجازت نہیں۔ تو پتہ چلا کہ ہمارا دعویٰ سچا ہے۔ یعنی یہ حضرت امیر معاویہؓ سے دشمنی کی بنا پر ہے۔ چنانچہ جب یہ کونڈے شروع میں پکے تھے تو چھپ کر ہی پکے تھے۔ چھپ کر ہی حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کی خوشی منائی تھی اور آج بھی یہ کام پابندی سے کیا جا رہا ہے۔ اور بعض لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کونڈے نہیں کرتے وہ امام جعفر صادقؒ کو نہیں مانتے تو میں پوچھتا ہوں کہ کونڈے تو ۱۳۲۷ھ میں شروع ہوئے اور امام جعفرؒ کی وفات ۱۴۳ھ میں ہوئی۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ امام جعفر صادقؒ کے گھر والے بھی ان کو نہیں مانتے تھے کیونکہ ان کے خاندان میں سے کسی فرد سے کونڈے ثابت نہیں اگر ہیں تو کسی معتبر کتاب سے ثابت کرو۔

کونڈے کون سی زبان کا لفظ؟

میرے محترم دوستو! اس بات پر ذرا دیانت داری سے غور کریں کہ دین کی ساری باتیں ہم تک عربی زبان میں پہنچیں۔ ہر عبادت کی فضیلت عربی زبان میں بیان کی گئی۔ حضرت امام جعفرؒ کی زبان عربی تھی تو اتنی سی بات بتا دیں کہ کونڈا اگر دین ہے تو اس کا کہیں نہ کہیں تو بیان ہوگا اور ظاہر ہے عربی میں ہوگا تو کونڈے کو عربی زبان میں کیا کہا جاتا ہے؟ کیونکہ ”ڈ“ تو عربی زبان میں نہیں۔ بقول کونڈے والوں کے کہ امام جعفرؒ نے فرمایا تھا کہ تم میرے کونڈے بھرنا تو امام صاحب نے تو عربی میں کہا ہوگا تو عربی میں کونڈوں کو کیا کہتے ہیں جب عربی میں کونڈے نامی چیز کا تصور ہی نہیں تو وہ دین کس طرح بن سکتا ہے؟

کونڈے کا معنی بیڑا غرق

کونڈے کا معنی تو ”بیڑا غرق“ ہے کسی کے بچے مر جائیں تو کہا جاتا ہے کہ اس کا تو کونڈا ہو گیا تو امام جعفر صادقؒ نے کسی کا کیا بگاڑا ہے جو (معاذ اللہ) ان کا کونڈا کرتے ہیں۔ حالانکہ امام جعفر صادقؒ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی ایسی ویسی بدعت کا حکم نہیں دیا اگر حکم دیا ہے تو ان کی کسی کتاب کا حوالہ دیا جائے بشرطیکہ وہ کتاب کسی اہل سنت والجماعت کے عالم دین کی جانب سے ہو۔

حکایت

اب ہم مختصراً وہ حکایت بیان کئے دیتے ہیں جس سے کونڈے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ حکایت (داستانِ عجیب) کے نام سے مشہور ہے جس کو ۱۹۰۶ء میں رامپور کے منشی جمیل احمد جمیل نے چھپوا کر تقسیم کروایا اس داستانِ عجیب میں حکایت اس طرح ہے

مدینہ منورہ میں ایک لکڑہارا رہتا تھا جو بہت غریب تھا لکڑیاں بیچتا تو اسے کھانا نصیب ہوتا تھا لکڑیاں نہ بکتیں تو بھوکا سو جاتا۔ ایک زمانے تک لکڑہارا اور اس کی بیوی زندگی گزارتے رہے لیکن حالات بدستور اسی طرح رہے اس نے مدینے سے باہر کمانے کا ارادہ کیا اور سفر کے لئے کوچ کیا۔ پردیس میں بھی اس کی قسمت خراب رہی اور تقریباً بارہ سال گزار دیئے لیکن حالات ٹھیک نہ ہوئے۔ پردیس میں بیوی بچے بہت یاد آئے لیکن پیسے نہیں کہ ان کے پاس بھیجے اور شرم کے مارے گھر بھی نہیں لوٹ رہا کہ گھر والے نہ کمانے کا طعنہ دیں گے۔

دھر گھر میں اس کی بیوی کا کوئی سہارا نہ رہا تو وہ اپنا دکھ لے کر وزیر کی بیوی کے پاس گئی۔ وزیر کی بیوی نے ترس کھا کر اسے گھر کی صفائی

رضاخانی مولوی کا اقرار ہے کہ 22 رجب کے کونڈے شیعوں نے امیر معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں ایجاد کئے

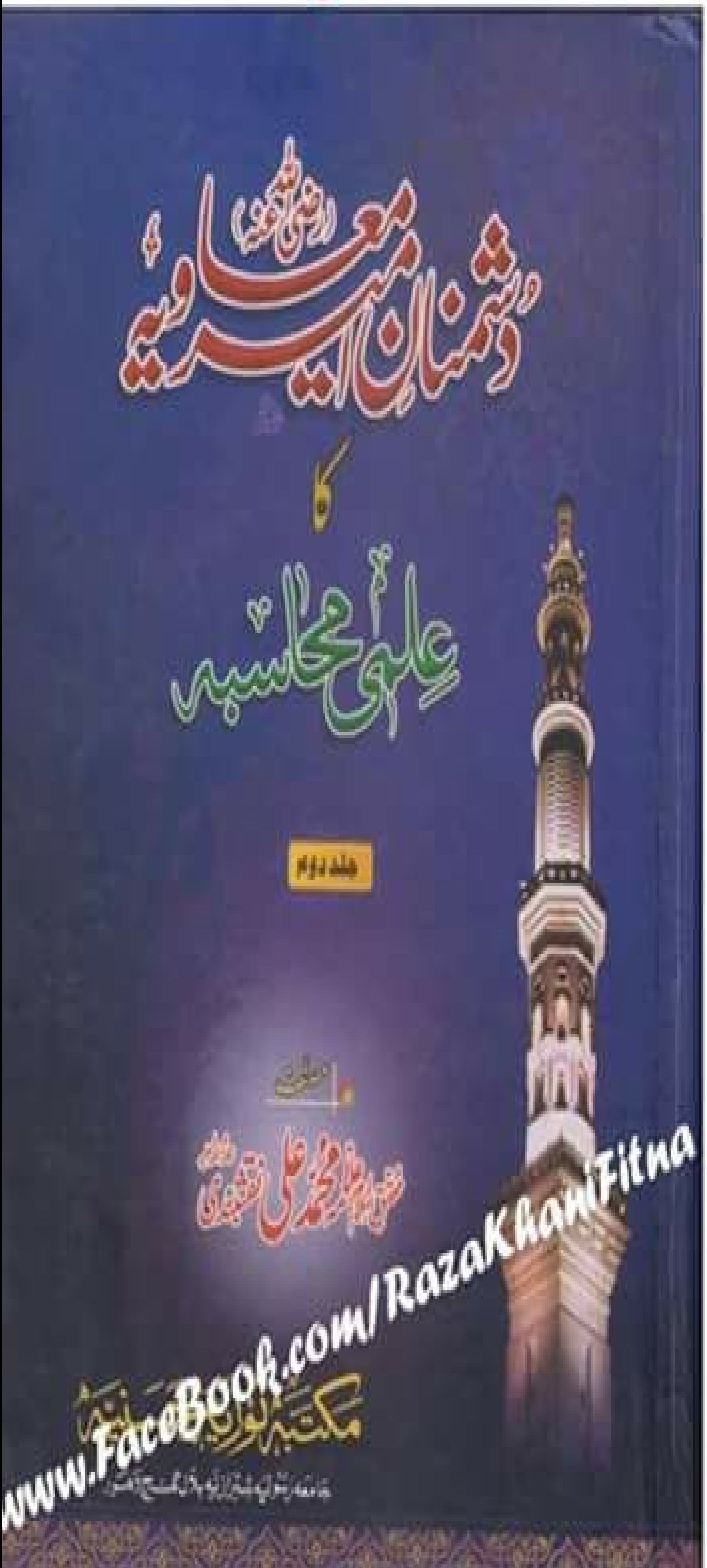

www.FaceBook.com/RazaKhaniFitna

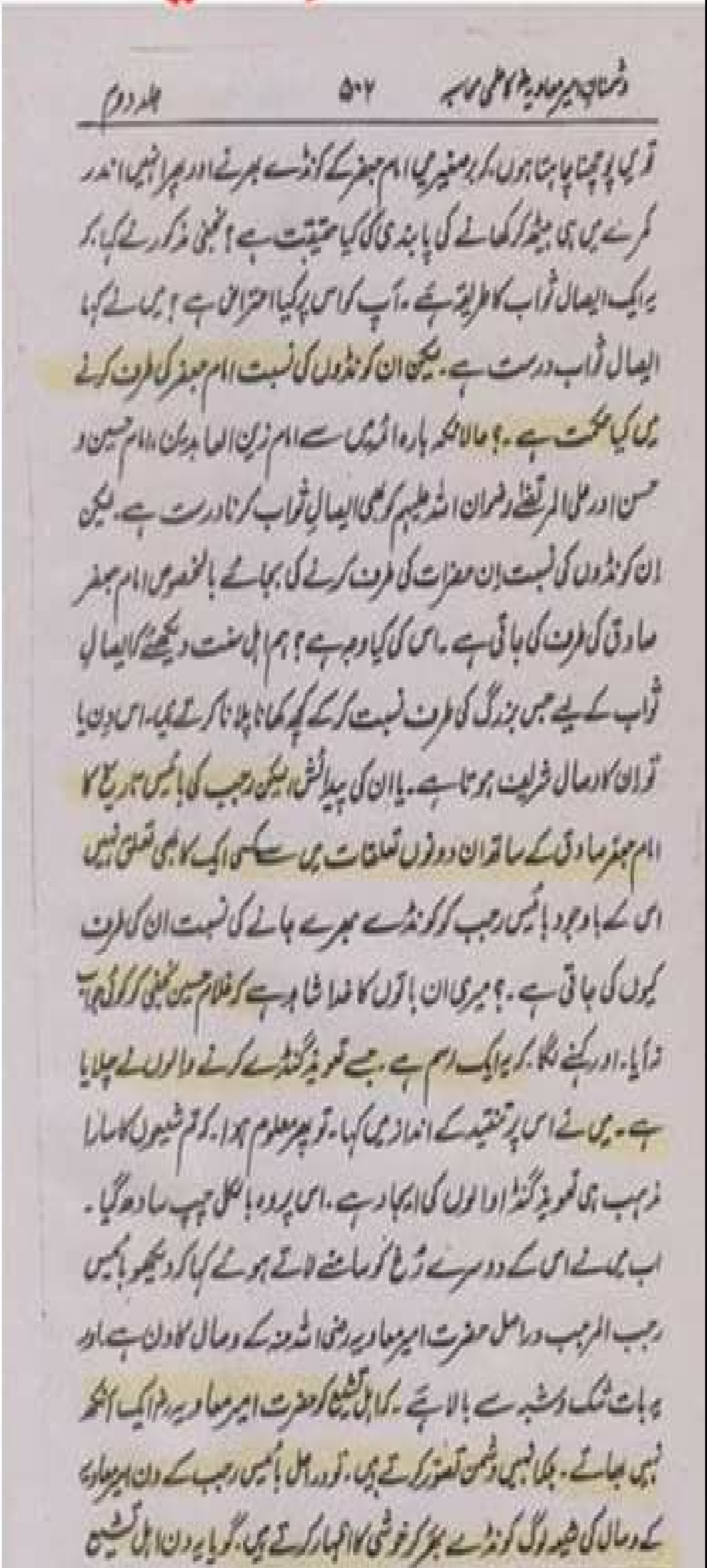

تو میں پوچھنا چاہتا ہوں، کہ برصغیر میں امام جعفر کے کونڈے بھرنے اور پھر انہیں اندر کمرے میں ہی بیٹھ کر کھانے کی پابندی کی کیا حقیقت ہے؟ نجفی فوراً کہنے لگا، کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ میں نے کہا، ایصالِ ثواب درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت امام جعفر کی طرف کرنے میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ بارہ ائمہ میں سے امام زین العابدین، امام حسین و حسن اور علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم کو بھی ایصالِ ثواب کرنا درست ہے۔ لیکن ان کونڈوں کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے کی بجائے بالخصوص امام جعفر صادق کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہم اہلِ سنت دیکھئے کہ ایصالِ ثواب کے لیے جس بزرگ کی طرف نسبت کر کے کچھ کھانا پلانا کرتے ہیں، اس دن یا تو ان کا وصال شریف ہوتا ہے۔ یا ان کی پیدائش، لیکن رجب کی بائیس تاریخ کا امام جعفر صادق کے ساتھ ان دونوں تعلقات میں سے کسی ایک کا بھی تعلق نہیں اس کے باوجود بائیس رجب کو کونڈے بھرے جانے کی نسبت ان کی طرف کیوں کی جاتی ہے؟ میری ان باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ غلام حسین نجفی کو کوئی جواب نہ آیا۔ اور کہنے لگا، کہ یہ ایک رسم ہے۔ جسے تعویذ گنڈے کرنے والوں نے چلایا ہے۔ میں نے اس پر تنقید کے انداز میں کہا۔ تو پھر معلوم ہوا۔ کہ تم شیعوں کا سارا مذہب ہی تعویذ گنڈہ والوں کی ایجاد ہے۔ اس پر وہ بالکل چپ سادھ گیا۔

اب ہم نے اس کے دوسرے رُخ کو سامنے لاتے ہوئے کہا کہ دیکھو بائیس رجب المرجب دراصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور یہ بات شک و شبہ سے بالا ہے۔ کہ اہلِ تشیع کو حضرت امیر معاویہؓ ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ بلکہ انہیں دشمن تصور کرتے ہیں۔ تو دراصل بائیس رجب کے دن امیر معاویہ کے وصال کی شیعہ لوگ کونڈے بھر کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ گویا یہ دن اہلِ تشیع